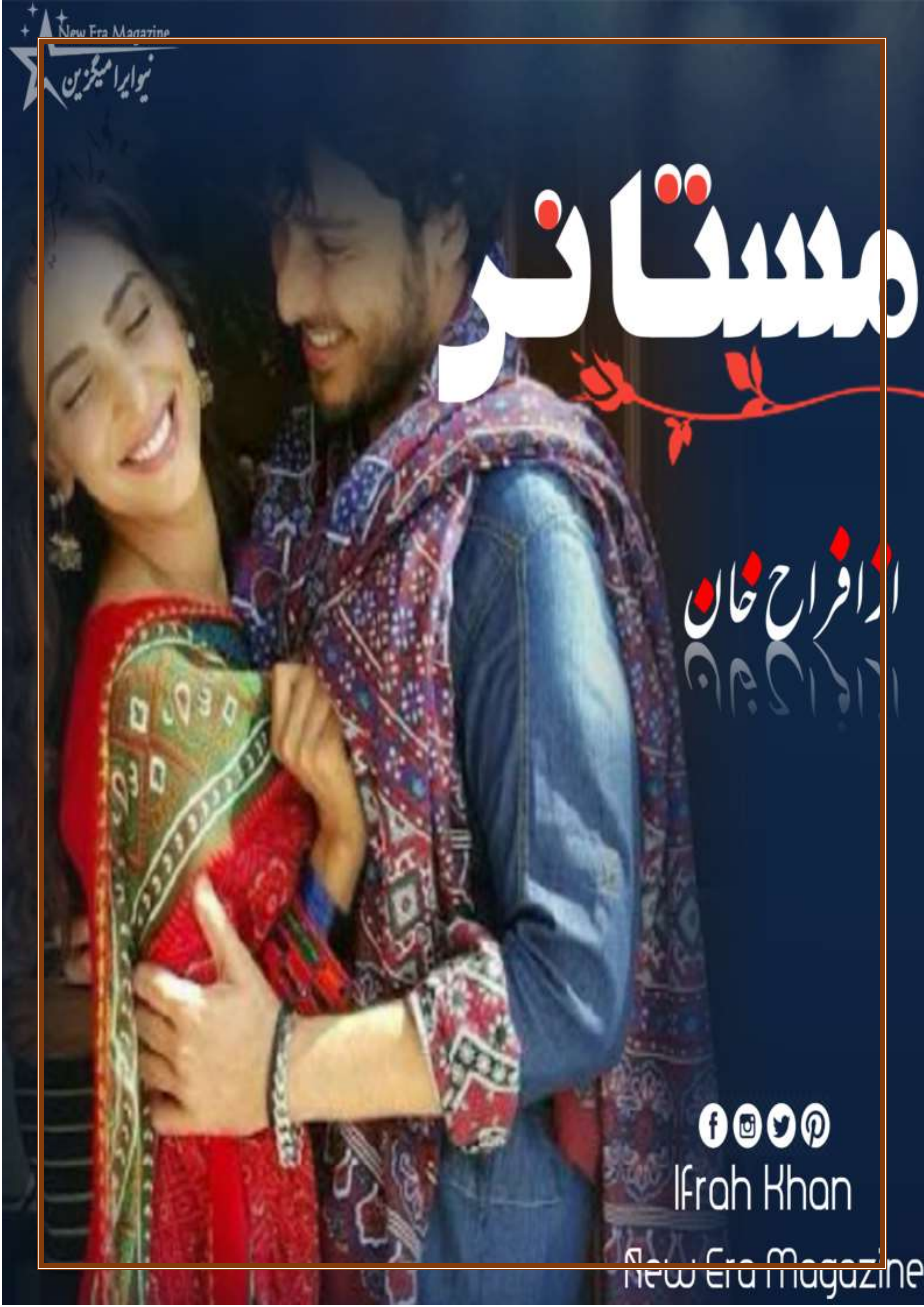
New Era Magazine
نیو ایرا میگزین
از افراح خان
Ifrah Khan
New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستانی

ازافراح خان

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ہم جو آپ سے........ملے ہیں

اتفاق...............تھوڑی ھے

مل کے..آپ..کو چھوڑدیں

مزاق...........تھوڑی ھے

اگر ہوتی.....آپ سے محبت

ایک حد تک تو چھوڑدیتے

پر ہماری آپ....سے محبت

کا حساب.........تھوڑی ہے

اب آپ............ڈھونڈو گے

ہماری اس..غزل کا جواب

یہ...ہمارے دل کی آواز ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی کتاب........ تھوڑی ھے ❤❤

اونچے مناروں والی حویلی پوری شان وشوقت سے سر اٹھائے کھڑی تھی۔۔

یہ خوبصورت حویلی اندرونِ سندھ کے ایک گوٹھ میں میر

بخشاول علی نے بنوائی تھی

وہ اس علاقے کے سب سے بڑے وڈیرے تھے۔۔

اگرچہ یہاں ترقی ہوگئی تھی لیکن وڈیرہ نظام آج بھی قائم تھا۔۔

میر بخشاول کی وفات کے بعد اب یہ حویلی ان کے دونوں بیٹوں میر حشمت علی اور

میر سکندر علی کی ملکیت تھی۔

گوٹھ میں ہاریوں کے جو بھی مسائل ہوتے اور باقی معاملات کے فیصلے بھی وڈیرہ

حشمت علی کرتے تھے۔۔

باپ کی وفاتت کے بعد یہ زمہداری انہیں ملی تھی۔۔

میر سکندر علی کو باپ کے اس فیصلے سے اختلاف تو بہت تھا, لیکن چھوٹا بیٹا ہونے کی حیثیت سے وقت کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی اور اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ہر معاملے میں بنا کر رکھی۔

میر حشمت علی نرم مزاج کے انسان تھے۔۔

وہ ہر فیصلہ اپنی مرضی سے کرتے تھے ان کے کیے سب فیصلے انصاف پر مبنی ہوتے۔۔

کئی فیصلوں پر سکندر علی کو اعتراض بھی ہوتا لیکن حشمت علی سمجھداری سے کام لیتے ہوئے انہیں خوش اسلوبی سے منالیتے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں بھائیوں کو باپ کی طرف سے چھوڑی گئی جاگیر میں برابر کا حصہ ملا تھا۔۔

۔

میر حشمت علی کی بیوی زلیخا اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔

شادی کے وقت جہیز میں کافی جائداد باپ کی طرف سے ملی تھی اس کو۔۔جو بعد میں زلیخا نے اپنے شوہر میر حشمت علی کے نام کردی۔۔

اس طرح حشمت علی کا جائیداد میں دگنا حصہ ہو جانے کا بھی سکندر علی کو ایک آنکھ نہ

بھاتا تھا۔۔۔

دل میں ڈھیروں بغض اور چپقلش کے باوجود دونوں بھائی خوش اسلوبی سے ایک ہی حویلی میں رہ رہے تھے۔۔

❤❤❤❤❤❤

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حویلی کے اندر رونقیں عروج پر تھیں۔۔

پوری حویلی کو پھولوں اور رنگین روشنیوں سے سجایا ہوا تھا۔۔

آج میر حشمت علی کے بیٹے میر سجاول علی کی شادی میر سکندر علی کی بیٹی گلنار سے ہو رہی تھی۔۔

دونوں ہی اس شادی پر دل سے خوش تھے۔۔۔

سکندر علی نے یہ شادی بہت سے مقاصد کے حصول کے لیے بھی جلدی کروادی اسے پورا یقین تھا اس کی بیٹی ضرور اس کے مقصد میں کامیاب ہونے میں ساتھ دے گی۔۔

جو ہو بہو باپ اور ماں جیسی ذہنیت رکھتی تھی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں قد آور آئینے کے سامنے کھڑی اپنی بڑی بڑی کالی آنکھوں میں کاجل ڈال رہی۔ تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اس نے جھنجلاتے ہوئے دروازہ کھولا جہاں اماں غضب ناک تیور لیے کھڑی تھی۔۔

دو گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تمہاری تیاری کو,, مہمان سب باہر پوچھ رہے ہیں۔اماں نے اس کی بھرپور تیاری پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔۔

جو بھاری سندھی کام والا فراک پاجامہ زیب تن کیے ساتھ چار پانچ تولے زیور ڈال کر من لٹکائے کھڑی تھی۔۔

اماں آرہی تھی نا اب اتنا زیور ڈالنے اور میک اپ کرنے میں وقت تو لگتا ہے نا۔۔

اس نے بیڈ پر بیٹھ کر چپل پہنتے ہوئے جواب دیا۔۔

اس سے زیادہ وقت نہیں لگے جلدی سے نیچے آؤ تمہارے ماماں سائیں اور ممانی بھی آ گئے ہیں۔۔

اماں ایک بار پھر اسے حکم دیتی وہاں سے چلی گئی۔۔

اس بار وہ بھی جلدی جلدی اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کر کے جانے لگی کیوں کہ جانتی تھی اس سے زیادہ دیر ہوئی اماں کی برداشت ختم ہو جانی تھی ۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جلدی جلدی سیڑھیاں اترتی جانے لگی, جب اچانک کسی نے اس کی کلائی سے پکڑ کر برامدے میں ستون کے پیچھے کھینچا اور منہ پر بھاری ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

وہ جانتی تھی ایسی حرکت صرف حاکم سومرو ہی کر سکتا جو اس کا ماموں ذاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بچپن سے منگیتر بھی تھا۔۔

حاکم نے اسے ستون کے ساتھ لگا کر اس کی کلائیوں پکڑا

سنا ہے بارہویں جماعت میں اچھے نمبر لینے کی خوشی میں تمہیں پھوپھا نے شہر جا کر

پڑھنے کی اجازت دی ہے۔۔

وہ اس کے چہرے پہ آئی بالوں کی ایک لٹ کو کان کے پیچھے کر کے تھوڑا قریب ہوا

۔۔۔

سوہنی اس خیال سے ہی کانپنے لگی تھی کہ حاکم کو اس کے شہر جانے کا پتہ چل گیا ہے

۔۔۔

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں ؟؟؟

حاکم نے اس کی کلائی پر دباؤ ڈالتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

جس پر سوہنی نے اٹکتے ہوئے جواب دیا۔۔

جی۔۔۔ باباسائیں نے مجھے شہر جا کر پڑھنے کی اجازت دی ہے۔۔۔

بات کرنے کے دوران وہ اس کی طرف دیکھنے سے مکمل گریز کر رہی تھی۔۔۔

ہنہہ ۔۔۔کافی خوبصورت لگ رہی ہو اور اپنے حسن پر اتراتی بھی بہت ہو آج کل۔۔۔

حاکم اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

لیکن میں چاہوں تو پل بھر میں اس خوبصورتی کو برباد کر دوں ۔۔۔

وہ زہریلے لہجے میں پھنکارا۔۔

حاکم کے ارادے سن کر سوہنی کی آنکھیں خوف سے مذید پھیل گئیں۔۔۔

تم خود ہی اپنے باباسائیں کو انکار کر دینا ویسے بھی اب تم 18 سال کے ہو گئی ہو۔۔۔

میں جلد اماں اور باباسائیں کو لے کر آؤں گا شادی کی تاریخ تہہ کرنے۔۔

تب تک تم شہر جانے والی بات بھول چکی ہو۔۔۔

وہ بنا اس کے احساسات کی پرواہ کیے اپنی کہے جارہا تھا۔

جسے سننے پر سوہنی مجبور تھی۔۔۔

اگر سوہنی ماہیوال کی محبت بھری داستان ختم ہو گئی ہے تو مہمانوں کی طرف بھی دیکھ لیں۔۔۔

چچی زرتاج کی آواز پر سوہنی گھبراتے ہوئے حاکم سے دور ہوئی جبکہ اس کا ہاتھ اب

بھی حاکم کی مضبوط گرفت میں تھا۔۔۔

ہماری تو عمر ہے محبت بھری باتیں کرنے کی لیکن آپ تو اس عمر میں بھی اکثر چچا سکندر کے ساتھ کھسر پھسر کرتی نظر آتی ہیں۔۔۔

حاکم نے بنا کسی لحاظ کے جواب دیا۔۔

جس سے سوہنی کا چہرہ شرم سے جبکہ چچی زرتاج کا غصے سے سرخ ہو گیا۔۔

لیکن فلحال شادی والا گھر ہونے کی وجہ سے کوئی بھی جواب دیے بغیر وہاں سے چلی گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حاکم بھی ایک بار پھر اسے ڈرا دھمکا کر مردان خانے کی طرف بڑھ گیا۔۔

پیچھے کھڑی سوہنی حاکم سے شادی کا سوچ کر ہی پریشان ہو گئی۔۔

سجاول کے کمرے میں دلہن بن کر بیٹھی گلنار پر رج کر روپ آیا تھا۔۔

لیکن اس کے چہرے پہ چھائی بیزاری آج بھی پاس بیٹھی لڑکیوں سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔۔۔

سوہنی اور باقی لڑکیاں آپس میں ہنسی مذاق کر رہی تھیں جب باہر سے میر سجاول کے آنے کی اطلاع ملی۔۔۔

سوہنی جلدی سے کمرے کے دروازے میں کھڑی ہوگئی اس کے چہرے پہ ایک شریر مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔

لیکن میر سجاول کے ساتھ حاکم کو دیکھ کر سوہنی فوراً سنجیدہ ہوگئی اور دل میں اسے کوسنے لگی۔۔

شادی مبارک اداوہ سجاول کا ہاتھ تھام کر اندر لے جانے لگی۔۔

پاس کھڑے حاکم سومر کو مکمل طور پر نظرانداز کر گئی جس سے وہ تلملا کر رہ گیا۔۔۔

خیر مبارک میری پیاری بہن سجاول نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

ادا کہاں تھے آپ؟؟ بھاجائی کب سے انتظار کر رہی ہیں آپ کا۔۔

سوہنی نے گلنار کی طرف اشارہ کیا جو گھونگھٹ کی اوڑھ میں بیٹھی غصے سے جل بھن رہی تھی۔۔

تھوڑا دوستوں میں مصروف ہوگیا تھا اب آگیا ہوں نا تمہاری بھاجائی سے بھی مل لیں

گے۔۔

میر سجاول نے صوفہ پہ براجمان ہوتے کہا۔۔

کیا میری بہن کو اپنے ادا کی شادی کا تحفہ نہیں چاہیئے ؟؟؟

ادا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سوہنی نے یاد آنے پر جلدی سے کہا۔۔

جس پر سجاول نے مسکراتے ہوئے میز سے ایک جیولری باکس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔۔۔

یہ میری بہن کے لیے تحفہ ۔۔۔

سوہنی نے جلدی سے ڈبہ کھولا جس میں خوبصورت سونے کے کنگن تھے جنہیں اس نے فوراً سے اپنی نازک کلائی میں پہن لیے۔۔

ادا یہ بہت خوبصورت ہیں آپ کا بہت شکریہ اس نے دل سے شکریہ ادا کیا۔۔۔

سامنے بیٹھی گلنار غصے اور حسد بھری نگاہوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب میں چلتی ہوں ادا بہت دیر ہو گئی ہے اماں آگئی تو بہت ناراض ہو نگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جلدی جلدی کہتی خوشی سے لہکتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

میر سجاول نے اپنی بہن کو خوش دیکھ کر ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی اور دروازہ بند کر کے گلنار کے پاس آیا۔۔

گلنار تو تھی ہی اس پل کے انتظار میں فوراً سے گھونگٹ اٹھا کر تیز لہجے میں سجاول سے مخاطب ہوئی۔۔ میر سجاول تمہیں بالکل بھی میری پرواہ نہیں ہے آج کے دن تو جلدی آ سکتے تھے نا۔۔

وہ روایتی دلہنوں کی طرح شرمانے والی نئی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے گلنار؟؟؟

سب کے پاس سے اٹھ کیسے آ جاتا؟؟؟

سب بولیں گے پہلے ہی دن اپنی ذال کا غلام بن گیا۔۔

سجاول نے دھیمے لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

سب جو سوچتے اور کہتے ہیں تمہیں اس کی نہیں بلکہ اپنی نئی دلہن کی پرواہ ہونی چاہیے

وہ نروٹھے پن سے کہنے لگی۔۔

ہاں جیسے دلہن کو تو اپنے دلہے کے بہت پرواہ ہے نا

تم کہیں سے بھی نئی دلہن نہیں لگ رہی گلنار۔۔

کیا مطلب ہے تمھارا کیا میں اچھی نہیں لگ رہی؟؟؟

اچھی تو لگ رہی ہو لیکن اور بھی اچھی لگتی اگر یہ گھونگھٹ نکال کر بیٹھتیں اور میرا انتظار کرتیں۔۔۔

سجاول نے پیار سے اسے احساس دلانا چاہا۔۔

ہاں تو! اب تو ہٹا لیا میں نے گھونگٹ لاؤ میری منہ دکھائی دو اس نے اپنی ہتھیلی سجاول کے سامنے کی

منہ دکھائی بھی دے دوں گا لیکن تم مجھے اب سے میر سائیں کہا کرو میں شوہر ہوں تمہارا۔۔

اس نے سمجھاتے ہوئے ایک باکس گلنار کر اسکی طرف بڑھایا یہ لو تمہاری منہ دکھائی

--

گلنار نے فوراً سے وہ ڈبہ لے کر کھولا جس میں سونے کے دو کنگن تھے۔۔

یہ کنگن مالیت اور وزن میں بھی سوہنی کو دیے گئے کنگن سے زیادہ تھے۔۔

پھر بھی گلنار اپنی فطرت سے مجبور تھی۔۔

سجاول یہ کنگن ان سے زیادہ اچھے نہیں جو ابھی تم نے سوہنی کو دیے تھے۔۔

سجاول کو گلنار کی بات پر کافی دکھ ہوا کیوں کہ وہ اس کے چہرے پہ پسندیدگی دیکھ چکا تھا

--

سوہنی کے کنگن اماں نے پسند کیے جبکہ تمہارے میں نے خود پسند کیے۔۔

جو بھی ہے مجھے وہی کنگن چاہئیں مجھے وہ زیادہ اچھے لگے تھے۔۔

یا پھر تم اپنی بہن سے کم تر سمجھتے ہو مجھے۔۔؟؟

اچھا بس بنوادوں گا ویسے ہی کنگن تمہیں بھی۔۔

سجاول نے بات ختم کرنے میں عافیت جانی کیوں کہ وہ اپنی بیوی کی فطرت سے واقف

تھا۔۔

دل میں اس کی عقل پہ افسوس کرتا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

الماری سے اپنے کپڑے نکال کر واشروم چلا گیا۔۔

پیچھے بیٹھی گلنار نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کی شوہر کی اسے تو صرف اس گھر پہ راج کرنے کے خواب دکھا کر بھیجا گیا تھا۔۔

یہی سب سوچتے ہوئے وہ اپنے بھاری زیورات اتارنے لگی اور سجاول کے باہر نکلتے ہی اپنے کپڑے لے کر چلی گئی۔۔۔

سجاول کا موڈ سخت خراب ہو گیا تھا اس کی کم عقل بیوی نے حسین رات برباد کر دی تھی ۔

وہ چپ چاپ لیٹ گیا کیوں کہ گلنار سے شادی کا فیصلہ بھی اس کا اپنا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کنگن اسے بہت پسند آئے تھے۔۔

وہ خوشی سے گنگناتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی جب اچانک سے ساتھ والے کمرے سے حاکم باہر آیا۔۔

رات کے اس پہر سوہنی کو شدید کوفت ہورہی تھی حاکم کی موجودگی میں,,وہ بھی ایسے وقت جب سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے جاچکے تھے۔۔

وہ چلتاہوا سرعت سے قدم اٹھاتاسوہنی کے قریب آیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

! اپنے بھائی کے سامنے تم مجھے نظرانداز کررہی تھی نا

وہ کچھ دیر پہلے والا سوہنی کاانداز بھولا نہیں تھا۔۔۔

اس کی بات پر سوہنی سے کوئی جواب نہیں بن رہا تھا۔۔

نن۔۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔۔

"ایسی ہی بات ہے"

اس کے جبڑوں کو زور سے دبوچتے ہوئے کان کے پاس غرایا۔۔۔

سوہنی کو لگا اس کا جبڑا اور دانت ٹوٹ گئے ہیں۔

تکلیف سے اس کی انکھوں میں آنسو آ گئے۔۔

لیکن سامنے کھڑے حاکم کو بالکل پرواہ نہیں تھی۔۔

اور کتنے دن نظر انداز کرو گی مجھے ؟؟

آخر آنا تو میرے ہی پاس ہے تمہیں

آج کل جو تم اڑتی پھرتی ہو نا جلد ہی تمہارے پر میں کاٹ دوں گا۔۔

وہ شعلے برساتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر کاٹ دار لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔

سوہنی ہمیشہ سے حاکم کے ایسے رویے سے خوف زدہ ہو جاتی تھی۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے ہوئے نیا حکم صادر کیا۔۔۔

اپنے کمرے میں جاؤ صبح تک میں تمہیں باہر نہ دیکھوں۔۔

سوہنی جلدی سے اثبات میں سر ہلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ لاک کرنا نہ

بھولی۔۔۔

اسے اپنے جبڑے اور دانتوں می سخت تکلیف محسوس ہورہی تھی ساتھ حاکم پہ بھی غصہ آرہا تھا۔۔

حاکم بچپن سے ہی اسی طرح اس پر روب جماتا اور ڈراتا دھمکاتا تھا۔۔

جس کی وجہ سے سوہنی اپنے اس کزن کو ناپسند کرنے لگی تھی۔

لیکن بچپن میں تہہ کیے جانے والے رشتے کی وجہ سے مجبور ہو گئی تھی۔۔۔

وہ غصے میں اپنے زیورات اتار کر ڈریسنگ پر پھینکنے لگی اور سادہ سوٹ لے کر واشروم چلی گئی۔۔

دروازہ زور سے بند کر کے اپنا غصہ کم کیا۔۔

گویا حاکم کا غصہ ان بے جان چیزوں پر نکالا گیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح اس کی آنکھ معمول سے جلدی کھل گئی۔۔

مکمل طور پر نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس کی ذہن میں پہلا خیال اپنے باباسائیں کا آیا۔۔

شادی میں مصروفیت کی وجہ سے کل وہ ان سے نہیں مل سکی تھی۔۔

جلدی سے فریش ہو کر وہ اپنے کمرے سے نکلی اس کا رخ باباسائیں کے کمرے کی جانب تھا۔۔

گھر میں آج بھی ویسے ہی چہل پہل تھی سب ملازمین اپنے کام اپنے سرانجام دینے میں لگے تھے۔۔

دروازے پر دستک دینے سے حشمت علی کی بارعب آواز آئی۔۔

مسکرا کر سلام کرتی وہ اپنے پیارے باباسائیں کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔

کیسی ہے میری بیٹی,؟؟؟,اپنے ادا کی شادی میں مصروف ہو کر اپنے باباسائیں کو بھول ہی گئیں۔۔

انہوں نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے شکوہ کیا۔۔

ایسی بات نہیں باباسائیں,,,آپ رات کو دیر سے واپس آئے,,آپ کے آرام کرنے کا وقت تھااس لیے میں نہیں ملی۔۔۔

سوہنی نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے نرم لہجہ میں جواب دیا۔۔۔

حشمت

علی نے مسکرا کر اپنی لاڈلی بیٹی کی طرف دیکھا جو ہمیشہ سے ان کے دل کے زیادہ قریب تھی۔

دونوں باپ بیٹی اپنی باتوں میں مصروف تھے جب ملازمہ چائے کی ٹرے لے کر کمرے میں آئی ساتھ زلیخا بھی تھی۔

سوہنی نے اٹھ کر ماں کو سلام کیااور ملازمہ سے چائے کی ٹرے لی۔۔

ماں باپ کو سعادت مندی سے چائے پیش کرنے کے بعد اماں کے پاس ہی صوفہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

" اماں یہ دیکھیں" یہ کنگن مجھے ادا نے دیے ہیں شادی کا تحفہ

سوہنی نے کنگن ماں کو دکھاتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔۔

سوہنی یہ کنگن تو بہت پیارے ہیں۔۔

تمہارے ہاتھوں میں اور بھی خوبصورت لگ رہے ہیں۔۔

رب سوہنا ایسا ہی خوبصورت نصیب کرے تمہارا۔۔

اماں نے کنگن کو سراہتے ہوئے اسے اچھے نصیب کی دعا دی۔۔

آمین خاموش بیٹھے حشمت علی نے دل سے آمین کہا۔۔

سوہنی کی چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

میں اپنی ایک اولاد کے فرض سے فارغ ہو گیا ہوں۔۔

اب سوہنی کی بھی تعلیم مکمل ہونے کا انتظار ہے۔۔

حشمت علی۔نے اچانک سے موضوعِ گفتگو بدلا جس سے سوہنی اور اماں سنجیدہ ہو گئیں۔۔۔

سوہنی کی تعلیم اب مکمل ہے میر سائیں بھاجائی کب سے شادی کی تاریخ مانگ رہی ہیں

۔

اماں نے بھی گفتگو میں شرکت کی۔۔

اپنی شادی کا ذکر سن کر سوہنی پریشانی سے پہلو بدل کر رہ گئی۔۔

نہیں ابھی نہیں مکمل ہوئی باباسائیں نے اماں کی بات کی نفی فرمائی۔۔

سوہنی آگے بھی تعلیم جاری رکھے گی ۔۔یہ میری خواہش بھی ہےاور سوہنی کا شوق بھی۔۔

باباسائیں اپنی بات کہہ کر اٹھنے لگے۔۔

جب ایک بار پھر اماں بول پڑیں۔۔

لیکن میر سائیں میرا بھائی اور بھابی بہت عرصے سے انتظار میں ہیں۔۔

بس میں نے کہہ دیانا ۔۔

یہ میری خواہش بھی ہے سجاول نے بھی دس جماعتوں کے بعد نہیں پڑھا۔۔

لیکن میری بیٹی میری خواہش اور اپنا شوق ضرور پورا کرے گی۔۔

رہی بات آپ کے بھائی اور بھابی کی میں ان سے خود بات کروں گا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی ان کی امانت ہے چند سال بعد تعلیم مکمل ہوتے ہی لے جائیں۔۔

حشمت علی اپنی بات مکمل کرتے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

پیچھے اماں اور سوہنی ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔۔۔

سوہنی جو حاکم کے ڈر سے یہ سوچے ہوئے تھی بابا کو انکار کر دے گی۔۔

لیکن اپنے باپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے خاموش ہو گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سجاول صبح سویرے ہی ڈیرے پہ چلا گیا تھا۔۔

گلنار اب تک بے سود پڑی سو رہی تھی۔۔

جب دروازے پر دستک ہوئی,,اس نے گہری نیند سے جاگتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔۔

صبح صبح اسے گہری نیند سے جگانے پر وہ بہت غصہ ہوئی اور دروازے پر کسی ملازمہ کا

سوچ کر اسے کھری کھری سنانے کے ارادے سے بیڈ۔ سے اٹھی۔۔۔

جارہانہ انداز میں جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی سوہنی کو دیکھ کر چپ ہو گئی۔۔

جو مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔۔۔

شادی کی پہلی صبح مبارک ہو بھاجائی۔۔

وہ خوش دلی سے کہتی اندر آئی۔

اپنے پیچھے سامان اٹھائے ملازمہ کو ایک طرف سامان رکھنے کا اشارہ کرتی صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلنار نے بھ ذبردستی کی مسکراہٹ سجا کر اسے خیر مبارک کہا۔۔

دل میں اسے شدید غصہ آرہا تھا اتنی صبح نیند خراب کر دی تھی۔۔

بھاجائی ادا کہاں ہیں؟؟

تمہارے ادا صبح کی صبح ہی مجھے سوتا چھوڑ کر خود کہیں چلے گئے۔

گلنار نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

سوہنی اٹھ کر گلنار کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر سمجھانے لگی۔۔

ایسی بات نہیں ہے ادا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں شادی کی پہلی صبح ان کا دیر تک

کمرے میں رہنا اچھی بات تو نہیں ہے نا۔۔

اسی لیے وہ باہر گئے ہیں کچھ دیر میں آجائیں گے۔۔۔

سوہنی نے نرمی سے اسے سمجھایا اور اٹھ کر سامان کے پاس آئی۔۔

آپ ادا کے آنے تک تیار ہو جائیں اماں نے آپ کے لیے یہ کچھ زیورات اور کپڑے

بھیجے ہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلنار بھی سوہنی کے پاس آئی اور کپڑے دیکھنے لگی۔۔

آپ یہ پہن لیں جلدی سے پھر میں آپ کو اچھا سا تیار کر دوں گی۔۔

شکریہ اس کی ضرورت نہیں میں خود بھی تیار ہو سکتی ہوں۔۔

گلنار روکھے سے جواب دے کر کپڑے لے کر واشروم چلی گئی۔۔

سوہنی کی اس کے رویے سے دکھ تو بہت ہوا لیکن خاموش رہی۔۔

گلنارا اکثرایسے ہی لہجے میں بات کرتی تھی جسے یہ سوچ کر سوہنی برداشت کر جاتی۔(

گلنار کو چچا سکندر کے لاڈ پیار نے مغرور بنادیا ہے شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی)

وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب سجاول کمرے میں آیا اس کے قدموں کی آواز پر

سوہنی چونک کر اس کی طرف بڑھی۔۔

سلام ادا کیسے ہیں آپ؟؟

واعلیکم سلام میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔

سجاول نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں چلے گئے تھے آپ؟؟

پتہ بھی ہے بھا جائی خفا ہو رہی ہیں۔۔

سوہنی نے بھی سجاول کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

کچھ کام سے چلا گیا تھا ہر وقت تمہاری بھابھی کے گھٹنے سے لگ کر تو نہیں بیٹھ سکتا۔۔

رات والی گلنار کی باتوں کا اثر ابھی باقی تھا اسی لیے سجاول کا لہجہ تلخ ہو رہا تھا۔۔

ایسی بات نہیں ادا ابھی شادی کا پہلا دن ہے آپ کچھ دن گلنار کو زیادہ وقت دیں۔۔

سوہنی نے دھیمی آواز میں کہا جس پر سجاول نے سر ہلایا۔۔

گلنار چینج کر کے جب باہر نکلی تو سوہنی خوشی سے اس کی طرف بڑھی۔۔

بھاجائی یہ سوٹ تم پر بہت جچ رہا ہے۔۔۔

اس نے کھلے دل سے تعریف کی جس پر گلنار نے سنجیدگی سے شکریہ کہا اور آئینہ کے سامنے کھڑی ہو کر بال سلجھانے لگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی جسے سوہنی کی آواز نے توڑا۔۔

بھاجائ تم کو ادا نے کیا تحفہ دیا ہے؟؟

وہ پیار سے گلنار کے ہاتھ سے کنگھا لے کر اس کے بال سلجھانے لگی۔۔۔

وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہی تھی اپنے اور گلنار کے درمیان اجنبیت کی دیوار گرانے کی۔۔

تمہارے ادا نے مجھے یہ کنگن دیے ہیں گلنار نے دراز سے ڈبہ نکال کر سوہنی کی طرف بڑھایا۔۔۔

واہ یہ تو بہت خوبصورت ہیں ادا کی پسند تو بہت خوب ہے۔۔

وہ کنگن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خوش دلی سے بول رہی تھی۔۔

اتنے بھی اچھے نہیں۔۔مجھے تمہارے کنگن زیادہ پسند آئے ہیں۔۔

اسی لیے میر سجاول نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جلد ویسے بنوا کر دے گا۔۔

گلنار نے میر سجاول کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جوان دونوں کی گفتگو خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

ایسی بات ہے بھاجائی تو تم میرے کنگن رکھ لو مجھے خوشی ہو گی۔۔۔

سوہنی نے کہتے ساتھ ہی اپنی کلائی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

نہیں !اس کی ضرورت نہیں مجھے کسی کی اتری ہوئی چیز نہیں چاہیئے۔۔۔

گلنار نے فوراً سے تیز لہجے میں کہا۔۔

جس سے سجاول نے اسے شعلہ برساتی نظروں سے دیکھا۔۔گلنار تھوڑا گھبرا گئی۔۔

میرا مطلب تھا مجھے صرف میر سجاول کے خریدے ہوئے چاہئیں۔۔

اس نے بات بدلتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے بھاجائ جیسے آپ کی خوشی اب آپ جلدی سے تیار ہو کر آجائیں سب آپ دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔۔

سوہنی ایک بار پھر گلنار کا وار برداشت کرتی وہاں سے چلی گئ۔۔

پیچھے بیٹھا سجاول اٹھ کر گلنار کے پاس آیا۔۔

اسے کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا۔۔

گلنار اب تمہاری شادی ہو گئی ہے مجھ سےے,,پہلے تمہارے رویے کو سب لوگ تمہاری عادت سمجھتے تھے۔۔

لیکن اب ایسا نہیں ہو تم اپنےلہجے کی سرد مہری ختم کرواور سب کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آیا کرو۔۔

سجاول پیار سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

میر سجاول میرے لہجے کو کیا ہوا ہے ابھی تک میں نے کس سے جھگڑا کیا ہے؟؟

گلنار نے مخصوص انداز میں کہا۔۔

تم نے اپنا رویہ سوہنی کے ساتھ دیکھا ہے؟؟

اوہ تو یوں کہو نا تمہیں اپنی بہن کی بہت فکر ہے مجھ پر ہمیشہ فوقیت جو دیتے ہو اسے۔۔

گلنار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجہ میں کہا۔۔

جس پر سجاول افسوس سے سر ہلانے لگا اور اپنے کپڑے اٹھاتا چینج کرنے چلا گیا۔۔

گلنار ہمیشہ سے سوہنی سے خار کھاتی تھی سجاول یہ بات جانتا تھا اور ہمیشہ سمجھاتا اور یہ بھی سوچتا شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی گلنار۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن وہ نہیں جانتا تھا اس کی سوچ صرف سوچ ہی رہ جانی تھی۔۔ جس میں کوئی تبدیلی نہیں آسکتی تھی۔۔۔

وہ دونوں ساتھ تیار ہو کر ہال میں داخل ہوئے۔۔

جہاں سکندر علی اور افضل سومرو (سوہنی کے ماموں)

اور حشمت علی پہلے سے موجود تھے۔۔

عورتیں ناشتہ لگوا رہی تھیں۔۔

سجاول اور گلنار نے سب کو سلام کیا آخر میں گلنار ماں کے گلے لگی اس کا اترا چہرہ دیکھ کر

ہی ذرتاج بیگم کو اس کے موڈ کا اندازہ ہو گیا۔۔

لیکن فلحال سب کی موجودگی میں پوچھنا مناسب نہیں تھا۔۔

سب نے اکٹھے خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا اور پھر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔۔

سب آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے جب افضل سومرو نے سوہنی اور حاکم کی

شادی کا تزکرہ چھیڑا۔۔

جس پر ایک دم سے سب خاموش ہو گئے۔۔

حشمت علی نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد بات کا آغاز کیا۔۔

سوہنی کا داخلہ شہر میں ہو گیا ہے۔۔

یہ میری خواہش ہے میری بیٹی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے اور جہاں تک بات شادی کی ہے تعلیم مکمل ہوتے ہی آپ جب چاہیں اپنی امانت لے جائیں۔۔

حشمت علی کے جواب پر جہاں افضل سومرو اوران کی بیوی کو مایوسی ہوئی وہیں ذرتاج اور نگار تلملا کر رہ گئیں۔۔

اندر داخل ہوتے حاکم نے بھی جواب سن لیا تھااوراب سوہنی کی طرف غیض وغضب بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

جس سے سوہنی کا دل سوکھے پتے کی طرح لرز گیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سجاول کے پاس آکر بیٹھا۔۔

کسی کے بھی جرات نہ ہوئی حشمت علی کے فیصلہ پر کچھ کہنے کی لیکن حاکم سے خاموش نہ رہا گیا۔۔۔

ٹھیک ہے پھوپھا سائیں ہمیں منظور ہے لیکن ایک خواہش میری بھی مانی جائے۔۔

حاکم

کے اچانک ایسا کہنے پر سب تجسس بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

کچھ توقف کے بعد وہ پھر سے بولا میں چاہتا ہوں شہر جانے سے پہلے میر اور سوہنی کا نکاح دھوم دھام سے کر دیا جائے۔۔

تاکہ سب کو پتہ چلے حاکم سومرو کی بیوی ہے۔۔

اس نے اپنی بات مکمل کر کے سب کے چہروں کو دیکھا جہاں کچھ کچھ رضامندی کے آثار نظر آرہے تھے۔۔

جبکہ خاموش بیٹھی سوہنی کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیری آنکھوں کی اجازت سے اٹھیں گی پلکیں

❤️ 🥰 تجھے دیکھنے کا حق لے کے تجھے دیکھوں گا 🙄

سب کے چہروں پر امید کے آثار دیکھ کر حشمت علی نے بھی ہامی بھر لی۔۔

سب خوش ہوگئے سب سے زیادہ حاکم سومرو کی خوشی دیکھنے کے قابل تھی۔۔

سوہنی خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

اسے امید نہیں تھی بابا سائیں اتنی جلدی مان جائیں گے۔

تو اگلے جمعہ کی تاریخ رکھ لیتے ہیں نکاح کی

افضل سومرو نے سوچتے ہوئے کہا جس پر سب ہی متفق ہو گئے۔۔

تاریخ رکھنے کے بعد کچھ دیر مزید خوشگوار ماحول میں گپ شپ کی گئی۔۔

دن تک افضل سومرو اور ان کی فیملی اجازت لے کر رخصت ہو گئے تھے۔۔

سوہنی اپنے کمرے میں ہی رہی اس کا حاکم سومرو سے کو دیکھنے کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

گلنار موقع ملتے ہی ماں کے پاس پہنچ گئی۔۔

www.neweramagazine.com

ساری رات کی روداد ایک ہی سانس میں سنا ڈالی۔۔

کنگن دیکھ کر زرتاج بیگم نے خاص پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔۔

فوراً گلنار کو سمجھا دیا سجاول سے زیادہ کی ڈیمانڈ کرے اور اسے اپنی مٹھی میں کرے۔۔

اماں سوہنی شہر جا رہی ہے پڑھنے واپس آ کر اور زیادہ اہمیت بنا لے گی اس گھر میں۔۔

گلنار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

ارے تو نے سنا نہیں ابھی ,, حاکم نے کیسے اتنی جلدی تیرے تایا کو نکاح پہ مجبور کیا ہے۔۔

اسی طرح وہ شہر میں پڑھنے بھی نہیں دے گا سوہنی کو۔ دیکھ لینا چند مہینوں میں ہی رخصتی بھی نہ کروالی تو میرا نام بدل لینا۔۔

زرتاج بیگم نے اپنی قیمتی چادر کو درست کرتے مغرور لہجہ میں کہا۔۔

ہاں ! اماں کچھ بھی ہو بس سوہنی جلدی سے اس گھر سے چلی جائے تاکہ میں راج کر سکوں۔۔

گلنار نے منہ لٹکائے جواب دیا۔

ایسا ہی ہو گا میری بچی میر سجاول اکلوتا وارث ہے یہ سب کچھ اس کا اور تمہارا ہی ہو گا

--

زرتاج نے اپنی بیٹی کو پیار کرتے ہوئے کہا

بس تم نے ایک بات کا خیال رکھنا ہے۔

وہ کیا اماں؟

گلنار نے پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

کسی بھی طرح سجاول کو مناؤ زلیخا کی وہ جائداد جو حشمت علی کے نام پر ہے وہ سجاول اپنے نام کروالے۔

تمہارے باباسائیں نے کہا ہے اس میں

ہم سب کا فائدہ ہے۔۔

زرتاج نے احتیاط سے محتاط انداز میں بیٹی کو سمجھا کر اپنے مطلب کی بات کہہ ڈالی۔۔

ٹھیک ہے اماں میں بات کروں گی سجاول سے ویسے بھی وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتا۔۔

گلنار اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے اپنے کمرے میں آئی۔۔

❤❤❤❤❤

حویلی میں زور و شور سے نکاح کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔

حاکم سومرو کی طرف سے سوہنی کے لیے لاکھوں مالیت کا جوڑا اور زیورات بھیجے گئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جنہیں دیکھ کر سوہنی کے دل میں کوئی خوشی نہیں جاگی۔۔وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔۔

لاکھوں کروڑوں کے ملبوسات کوئی معنی نہیں رکھتے جب ہم سفر ہی آپ کی پسند کے مطابق نہ ہو۔۔

کچھ ایسا ہی حال سوہنی کا تھا۔۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا جیسے پر لگا کر اڑ رہا ہو۔۔

بالآخر وہ دن بھی آگیا۔۔

جب سوہنی اور حاکم نکاح کے مظبوط بندھن میں بندھنے جارہے تھے۔۔

وہ تیار ہو کر اپنے کمرے میں ہی بیٹھی تھی۔۔

بھاری کام والا پاؤں تک آتا گھیرے دار فراک اور چوڑی پاجامہ اس پر خوب جچ رہا تھا۔۔

اس کی کالی گہری آنکھوں میں اداسی کے ڈورے واضح نظر آرہے تھے۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب گلنار دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور پاس پڑی چادر اسے اوڑھائی۔۔

نکاح خواں کے آنے کی اطلاع ملنے پر گلنار نے اپنا نقاب درست کیا اور اسے بھی سمجھایا

۔۔

مولوی صاحب کے ساتھ اداسجاول بھی تھے۔۔

جنہوں نے قبولیت کے وقت سوہنی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔۔

سوہنی کے دستخط لینے کے بعد مولوی صاحب اور باقی مرد حضرات جو کمرے سے باہر ہی تھے مردان خانے میں حاکم کی طرف چلے گئے۔۔

سب نے خوشی سے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔۔

اماں نے اسے گلے لگا کر خوب پیار کیا اور ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں دیں۔۔

گلنار کا رویہ بھی آج خاصا محبت بھرا تھا۔۔

سوہنی کی سہیلی کائنات اسے باہر ہال میں عورتوں کے درمیان لے آئی۔۔

وہ چپ چاپ سب کچھ دیکھتی رہی۔۔

کافی دیر بیٹھے رہنے سے وہ تھک چکی تھی اس لیے اس نے کائنات سے کمرے میں جانے کا کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو اسے کمرے میں چھوڑ کر خود باہر چلی گئی۔۔

اس نے اٹھ کر خود کو آئینے دیکھا۔۔

وہ آج واقعی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

اس نے بھاری زیورات اور لباس تبدیل کرنے کا سوچا ہی تھا جب اسے دروازہ کھلنے کی

آواز آئی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر دیکھتی حاکم سومرو نے دبے پاؤں آکر اسے کندھوں سے

تھاما۔۔

اس کا اور اپنا عکس آئینے میں دیکھنے لگا۔۔

کچھ پل ایسے ہی دیکھتے رہنے کے بعد حاکم نے اس بات کا آغاز کیا۔۔

سوہنی آج میں بہت خوش ہوں۔ہم مکمل ہو گئے ہیں بالکل اس آئینے میں نظر

آنے والے عکس کی طرح۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی کچھ نہیں بولی۔خاموشی سے حاکم کی باتیں سنتی رہی۔۔

حاکم نے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

اور گہری نظروں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو دیکھ کر اپنے دل میں اتارتا

رہا۔۔

سوہنی محسوس کر سکتی تھی حاکم کا لہجہ پہلے سے بہت بدلا ہوا ہے۔۔

سنا تھا خواب خوبصورت ہوتے ہیں لیکن تم میری زندگی کی وہ حقیقت ہو جو خواب سے بھی زیادہ حسین ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ نکاح ایک خوبصورت اور پاک رشتہ ہے لیکن اگر ہم ایسے شخص سے پاک رشتے میں بندھ جائیں، جسے ہم دل و جان سے چاہتے ہیں تو دل فرطِ خوشی سے بھر جاتا ہے۔آج اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کر رہا ہوں۔

اسے اپنے حصار میں بھرتے ہوئے حاکم نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا نکاح کے دو بول میں اتنی تاثیر ہے کہ حاکم جیسے بدمزاج اور گھمنڈی شخص کو بھی بدل ڈالا۔۔

اس کے لب ولہجے سے محبت کی چاشنی ٹپک رہی تھی۔۔

جس سے سوہنی حیران ہوئے جا رہی تھی۔۔

حاکم کے اندازِ گفتگو نے اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ "کہیں دوستوں کے ساتھ محفل میں پی پلا کر نہ آیا ہو"

اچھی طرح نگاہوں کو سیراب کرنے کے بعد حاکم نے اپنی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک مخملیں ڈبیہ نکالی۔۔

اس ڈبیہ کو کھول کر سوہنی کے سامنے کیا جس میں ایک خوبصورت بریسلیٹ تھا۔۔

یہ تمہارے لیے ہے لیکن آج تمہاری خوبصورتی کے سامنے یہ بریسلیٹ بھی کم پڑ گیا ہے۔۔

تم سوچ بھی نہیں سکتی یہ احساس ہی کتنا خوبصورت ہے کہ اب سے تم صرف میری ہو تم پر سارا حق میرا ہو گا۔۔

حاکم محبت بھرے لہجے میں باتیں کرتے ہوئے سوہنی کو بریسلیٹ پہنانے لگا۔۔

اس کا بدلا بدلا یہ نیا روپ سوہنی کے ہوش اڑا رہا تھا اور وہ کسی اور دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

بریسلیٹ پہنانے کے بعد اس نے سوہنی کی ہتھیلی کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوئا۔۔

جس سے سوہنی ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور تیزی سے اپنا ہاتھ حاکم کے ہاتھ سے کھینچا۔۔

کیاہوا۔؟شرما گئی؟؟

شوہر ہوں تمہاراا اتنا حق تواب رکھتا ہوں نار خصتی ہونے تک۔۔

حاکم نرم تاثر سے اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔۔

سوہنی سے بھی زیادہ وقت اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھا گیااور شرما کر نظریں جھکا دیں۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو دل نہیں کر رہاآج چھوڑ کر جائے کو لیکن کیا کروں مجبوری ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حاکم نے قریب آ کر سوہنی کے کان میں سر گوشی والے انداز میں کہا۔

سوہنی ایک دم سے گھبرا گئی کیوں کہ حاکم سے کچھ بھی کرنے کی امید کی جاسکتی تھی۔۔

لیکن اگلے ہی پل حاکم۔اس کی پیشانی پر اپنے پیار کی مہر ثبت کرتا خود ہی دبے پاؤں واپس چلا گیا۔۔

سوہنی اب بھی اس کے سحر میں گرفتار وہیں کھڑی تھی۔۔

وہ پلٹ کر آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔

اسے حاکم میں تبدیلی اچھی لگی تھی۔۔

اور کافی دنوں سے چھائی اداسی بھی کچھ کم ہو گئی تھی۔۔

وہ چینج کر کے سادہ لباس میں لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی لیکن آج نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

وہ دل میں حاکم کے رویے کو کبھی نہ بدلنے کی دعا مانگتی ایک بار پھر سونے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے بہت سے دن سوہنی نے ہاسٹل جانے کے لیے تیاری میں صرف کیے۔۔

اس نے اپنا ڈھیروں ڈھیر سامان ملازمہ سے ایسے پیک کروایا جیسے وہ ہمیشہ کے ملک چھوڑ کر جا رہی ہے۔۔

اس کام سے فراغت ملتے ہی اس نے اماں سے فرمائشیں کر کے اپنے سارے پسندیدہ کھانے بنوا کر کھائے۔۔

اماں اس کی حرکتوں پر ہنستی کہ جیسے وہ شہر پڑھنے نہیں شادی ہو کر بہت دور جا رہی ہے

--

سوہنی اپنے بابا سائیں سے بھی خوب لاڈ اٹھواتی--

وہ آج کل پہلے سے زیادہ خوش رہنے لگی تھے اسے دیکھ کر باقی گھر والے بھی خوش تھے

--

سوائے گلنار کے جس سے سوہنی کی خوشی برداشت نہ ہوتی اور ہمیشہ جلتی کڑھتی رہتی

--

شہر جانے سے ایک دن پہلے ماماں سائیں ممانی اور حاکم سومرو اسے ملنے آئے,, ساتھ

بہت سے تحفے اور کھانے پینے کا سامان لائے--

سوہنی کھانے کے بعد سب کے درمیان بیٹھی تھی جب حاکم نے اسے اندر آنے کا اشارہ

کیا--

وہ سب کی نظروں سے بچتی اپنے کمرے میں گئی جہاں حاکم پہلے سے اس کے انتظار میں

ٹہل رہا تھا--

کیا سوہنی ؟؟ تم نے آنے میں اتنی دیر کر دی۔۔

اس نے تیزی سے سوہنی کے قریب آتے ہوئے کہا۔۔

سائیں سب کے ساتھ بیٹھی تھی نا اچانک سے کیسے آجاتی؟؟

سوہنی نے معصوم صورت بناتے ہوئے جواب دیا۔۔

!ٹھیک ہے میرے پاس وقت کم ہے مجھے کہیں جانا ہے تم یہ فون رکھ لو

روزانہ کال کروں گا اور تم نے فوراً اٹھانی ہے۔۔

حاکم نے عجلت میں کہتے ہوئے جیب میں سے ایک فون نکال کر سوہنی کو تھمایا۔۔

جسے اس نے لینے سے انکار کر دیا۔۔

یہ میں نہیں لے سکتی کیوں کہ بابا جان یا اداسجاول کو معلوم ہوا وہ بہت ناراض ہونگے

۔۔

اس نے موبائل حاکم کو واپس کرتے ہوئے اپنی پریشانی بیان کی۔۔۔

سوہنی میں تمہارا شوہر ہوں تم کسی غیر سے نہیں اپنے شوہر سے بات کرو گی۔۔

اور سجاول سے میں نے پہلے ہی پوچھ لیا تھا ویسے بھی تمہیں فون کی ضرورت پڑنی تھی

--

حاکم نے نرمی سے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بات مکمل کر کے فون دیا۔۔

اگر آپ یہ فون مجھے ان کے سامنے دیں گے تو میں لونگی۔۔

اب کی بار حاکم کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔

اگر تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں تو میں سب کے سامنے دونگا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔۔

سوہنی بھی ناچار اس کے پیچھے آئی۔۔

حاکم کھڑا حشمت علی کو وہ فون دکھا رہا تھا۔۔

شاید وہ سوہنی کو دینے کی بات کر رہا تھا اس نے اندازہ لگایا۔۔

حشمت علی نے نرم مسکراہٹ سے اجازت دے دی اور وہ فون زلیخا کو دیا۔۔

سوہنی کی کب سے اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی ورنہ اسے ڈر تھا بابا سائیں کبھی نہیں

مانیں گے۔۔

حاکم سوہنی کی طرف محبت پاش نظروں سے دیکھتا رخصت ہوا۔۔

سوہنی بھی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرتی رہی۔۔

سب کے جانے کے بعد اماں نے وہ فون اسے دیا اور اپنا خیال رکھنے کا بھی کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات سجاول جب تھکا ہارا واپس اپنے کمرے میں آیا۔۔

جہاں گلنار جلے پیر کی بلی کی طرح چکر کاٹ رہی تھی۔۔

سجاول کیا اب بھی میں غلط ہوں؟؟

تم نے دیکھا آج تایا ابو نے کیسے سوہنی کو فون رکھنے کی اجازت دی۔۔

ہاں تو اس میں دیکھنے والی کیا بات ہے؟؟ فون اسے ضرورت پڑنا تھا۔۔

سجاول نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔

مجھے تو کبھی نہیں دی اجازت۔۔ گلنار نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

تو تجھے کیا ضرورت ہے فون کی؟؟

سجاول نے ذرہ سی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔۔

کیوں میں بھی تو تم سے بات کر سکتی ہوں۔۔ تمہاری خیریت پوچھوں گی۔۔

گلنار نے ہٹ دھرمی سے جواب دیا۔۔

گھر آئے شوہر کی تھکاوٹ کا احساس ہے نہیں تجھے کہ پانی کا پوچھ لوں۔اور خیریت پوچھے گی۔۔

سجاول نے اکتاہٹ سے بھرے لہجے میں کہا۔۔

ہاں تو تم کھانا کھا کر آئے ہو۔۔اب میں ملازموں کی طرح تمھارے آگے پیچھے رہوں کیا؟؟

گلنار نے بھی تیز لہجہ میں جواب دیا۔۔

اب سجاول کو غصہ آرہا تھا اس بد دماغ عورت کے ساتھ سر کھپا کر۔۔

زیادہ بک بک نہ کیا کر جب گھر آؤں اور اب بتی بند کر سونا ہے مجھے سویرے اور بھی کام ہیں۔۔

سجاول غصے میں کہہ کر دوسری طرف لیٹ گیا۔۔

سارے قانون میرے لیے ہیں اپنی بیٹی کو کھلی آزادی دی ہے۔۔

گلنار منہ میں بڑبڑاتی ہوئی للائٹ بند کر کے غصے میں پیر پٹختی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

کچھ دیر بعد سجاول گہری نیند سو گیا اور وہ ویسے ہی بیٹھی دیر تک جلتی رہی۔۔

اگلے دن وہ صبح جلدی جلدی تیار ہو کر کمرے سے نکلی۔۔

شہر جانے کی خوشی میں اس نے ناشتہ بہت کم کیا۔۔

اپنے کمرے میں سے بڑی سی سندھی کڑھائی والی چادر اوڑھ کر باباسائیں کے ساتھ

جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔

چچا سکندر چچی زرتاج گلنار اور اماں سب اسے رخصت کرنے باہر آئے۔۔

ملازم اس کا سامان گاڑی میں رکھ چکے تھے۔۔

وہ سب سے مل کر آخر میں ماں کے گلے لگی جس نے اسے اپنا خیال رکھنے کی ڈھیروں تاکید کیں۔۔

وہ انہیں یقین دہانی کروا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر باباسائیں کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔

آخر کار ایک لمبے سفر کے بعد وہ لوگ کراچی شہر پہنچ گئے۔۔

گاڑی ہاسٹل کے سامنے رکی۔۔

وڈیرہ حشمت علی کو دیکھ کر چوکیدار نے فوراً گیٹ کھولا۔۔

یہ چوکیدار ان کے گوٹھ کا رہنے والا تھا اور اسی کی ذمہداری پہ سوہنی کو اس ہاسٹل میں چھوڑنے کا ارادہ کیا۔

حشمت علی اور سوہنی گاڑی سے اتر کر سیدھا وارڈن کے دفتر میں گئے۔۔

وارڈن انہیں آتا دیکھ کر اپنی کرسی سے اٹھ گئی۔

حشمت علی اس کے سلام کا جواب دیتے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

محترمہ سفینہ رحمان یہ ہے میری بیٹی۔۔

جو کہ آج سے آپ کی ذمہداری ہے۔۔

حشمت علی نے وارڈن کو

مخاطب کرتے ہوئے پاس بیٹھی سوہنی کا تعارف کیا۔۔

جی جی،،، میر حشمت علی مجھے آپ کے پہلے سے پیغامات مل چکے ہیں۔۔

سفینہ رحمان نے مسکرا کر جواب دیا۔۔

مجھے یقین ہے آپ اپنی ذمہداری بہتر طریقے سے نبھائیں گی۔۔

اب چلتا ہوں۔۔

مدعے کی بات کر کے حشمت علی کھڑے ہو گئے۔۔

ایسے کیسے میر صاحب چائے پانی تو کچھ لیں۔۔

نہیں پھر کبھی سہی۔۔

اتنا کہہ کر حشمت علی سوہنی کو ساتھ لیے باہر آئے۔۔

اسے چند ایک نصیحتیں کرنے کے بعد سختی سے منع کیا۔

وہ لوکل ٹرانسپورٹ سے یونیورسٹی نہیں جائے گی بلکہ ڈرائیور اسے روزانہ لینے آئے گا

۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی نے بھی اپنے باباسائیں کی باتیں اچھی بیٹی کی طرح پلو سے باندھ لیں۔۔

حشمت علی کے جاتے ہی وارڈن سوہنی کو اس کے کمرے تک چھوڑ کر چلی گئی۔۔

چونکہ پہلی مرتبہ گھر سے دور آئی تھی اور نئی جگہ بھی تھی اس لیے اس کا دل تنگ ہو

رہا تھا۔۔

وہ بیٹھ کر اپنی کتابیں دیکھنے لگی ۔۔

جب بیگ میں پڑا اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔

جس پر حاکم سومرو کی کال تھی۔۔

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔

موبائل کان سے لگاتے ہی حاکم کی آواز ابھری۔۔

سلام کے بعد فوراً اس نے سوہنی کا حال پوچھا۔۔

مجھے خبر مل چکی ہے تم شہر پہنچ چکی ہے؟؟

ضرور آپ نے کوئی جاسوسی چھوڑے ہونگے؟؟

سوہنی نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے میری سچی محبت مجھے ہر پل تمہاری اطلاع دیتی ہے۔۔

میرے دل میں خود بخود خیال آجاتے ہیں۔۔

حاکم نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔

سوہنی شرما کر خاموش ہو گئی۔۔

کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد حاکم نے اسے اپنا خیال رکھنے اور دوست بنانے سے منع کیا ۔۔

یونیورسٹی کل سے شروع ہو جانی تھی۔۔

اسے اپنے ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی کچھ پتہ نہیں تھا۔۔ جس کی فکر اب اسے ستانے لگی۔۔

وہ بیشک ایک ایسے باپ کی اولاد تھی جس کے ایک اشارے پر سب ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی حشمت علی نے سفارشات سے کام نہیں لیا تھا۔۔

وہ انہی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی جب دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔۔

وہ کتابیں اور سامان سمیٹ کر دروازہ کھولنے لگی جہاں تین لڑکیاں کھڑی تھیں۔۔

حلیے سے وہ ہاسٹل میں رہنے والی سٹوڈنٹس لگ رہی تھیں۔۔

ہیلو! ان میں سے ایک نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔۔

جواباًسوہنی نے بھی مسکراتے ہوئے سلام کر کے انہیں اندر آنے کی دعوت دی۔۔

وہ بھی سب سچ مچ اندر آ گئیں۔۔

ہمیں پتہ چلا ساتھ والے روم میں کوئی سٹوڈنٹ آئی ہے تو سوچا کچھ حال احوال پوچھ لیں۔۔

ان میں سے ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا جو کہ ہنس مکھ لگ رہی تھی۔۔

جبکہ باقی دونوں اس کا سرتاپاؤں جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔

کیا آپ اندرون سندھ سے آئی ہیں؟؟

دوسری لڑکی نے سوال کیا جو کافی دیر سے اس کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

جی,,جی میں سندھ سے آئی ہوں۔

سوہنی نے مختصر سا جواب دیا۔۔

ڈپارٹمنٹ کونسا ہے آپکا؟؟

میرا اردو ڈپارٹمنٹ ہے اور کہاں ہے یہ کل ہی پتہ چلے گا۔۔

اوہ رئیلی "یہ تو اچھی بات ہے ہمارا ابھی اردو کا ڈپارٹمنٹ ہے۔۔

اور ہم نے آج ڈپارٹمنٹ دیکھ بھی لیا ہے۔۔

تم فکر نہ کرو کل ساتھ جائیں گے۔۔

تینوں نے بے تکلفی سے کل کا پروگرام بھی تہہ کر لیا تھا۔۔

لیکن سوہنی ہونقوں کی طرح ان سب کے چہروں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

کیوں کہ ان میں سے کسی نے بھی اب تک اپنا پورا تعارف کروانا ضروری نہیں سمجھا۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آپ سب مجھے اپنے نام تو بتائیں آخر کار وہ خود ہی پوچھنے لگی

۔۔

اوہ سوری باتوں میں ہم اپنا تعارف کروانا تو بھول ہی گئے۔۔

ہنستے ہوئے معزرت کرنے لگیں۔۔

" اوکے !"میں کرواتی ہوں

میں وشمہ ہوں ! یہ صدف اور یہ مومنہ ہے۔۔

ہم سب بھی اردوڈپارٹمنٹ سے ہیں اور میں ایک سال سینئیر ہوں۔۔

وشمہ نے اپنااور باقی سب کا تعارف تفصیل سے بتاتے ہوئے آخر میں اپنے سینئیر ہونے کا روب جھاڑا۔۔

اور میں سوہنی ہوں۔۔

سندھ سے آئی ہوں کالج تک تعلیم میں نے اپنے گوٹھ میں حاصل کی اوراب ایم اے اردو کرنے کراچی آئی ہوں۔۔

سوہنی نے بھی اپناتعارف خوش دلی سے کروایا۔۔

تمہارانام توبہت پیارا ہے کیا۔۔کیاکوئی ماہیوال بھی ہے؟؟

صدف نے آنکھوں میں شرارت سموئے پوچھا۔۔

ایساکچھ نہیں ہے سوہنی نے شرماتے ہوئے کہا۔۔

آپ سب سے مل کراچھالگا۔۔

اس نے بات بدل دی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمیں بھی آپ سے مل کر خوشی ہوئی وشمہ نے لہکنے کی بھرپور اداکاری کرتے ہوئے کہا۔۔

جسے دیکھ کر تینوں ہنسنے لگیں۔۔

اچھا اب ہم چلتے ہیں کل یونیورسٹی میں ملاقات ہو گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔

سوہنی نے دروازہ بند کر کے سکھ کا سانس لیا تینوں لڑکیاں بہت باتونی تھیں جن کے اسے صحیح سے نام بھی نہیں یاد ہوئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤❤❤❤

وہ اپنی سپورٹس بائیک یونیورسٹی کے قریب کھڑی کر کے اپنے دوستوں کی طرف بڑھا۔۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد, مضبوط کسرتی جسم اور صاف رنگت پر اس کی بھوری مائل آنکھیں

اسے منفرد بناتی تھیں۔۔

بلاشبہ وہ ایک پر کشش مرد تھا جو کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکنے پہ مجبور کر سکتا تھا۔۔

لیکن اس کی دوستیاں بہت محدود تھیں۔۔

یونیورسٹی میں اچھی ہائے! ہیلو سینیئر جونیئر سب سے تھی۔۔

وہ میڈیکل کے لاسٹ ایئر میں تھا۔۔

یونیورسٹی میں رائمہ سلمان اور وشمہ لوگوں کے گروپ سے اس کی اچھی بنتی تھی۔۔

وہ سب ہنسی مذاق کرنے والے ذہین سٹوڈنٹس تھے۔۔

یونیورسٹی میں آج کل زیادہ ترنیو سٹوڈنٹس نظر آتے تھے۔۔

کلاسیس سٹارٹ ہونے میں ایک ہفتہ رہتا تھا۔۔

وہ بھی اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔۔

جب ایک بلیک کرولا آکر رکی جس کے فرنٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک گارڈ تھا اور پیچھے بڑی سی چادر میں کوئی لڑکی اپنا چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

لڑکی گاڑی سے اتر کر یونیورسٹی کے اندر چلی گئی۔۔

اس کے حلیے اور چال ڈھال سے وہ کوئی لیکچرار لگ رہی تھی۔۔

سلجوق بلاارادہ اس کے پیچھے جانے لگا۔۔

سامنے کوریڈور میں وشمہ اور مومنہ کھڑی اسی لڑکی کی طرف ہاتھ ہلا کر اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں۔۔

وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتی ان کے پاس آئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسی ہو سوہنی ؟؟

وشمہ نے مسکرا کر پوچھا۔۔

جبکہ مومنہ اس کی چادر ہی دیکھ رہی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ دونوں کیسی ہیں۔۔

ہم بھی ٹھیک ہیں لیکن تم اتنی بڑی چادر کے بجائے کوئی حجاب لے لیتی۔۔

جواب مومنہ کی طرف سے آیا۔۔

جسے سن کر سوہنی کے ماتھے پہ کچھ شکنیں ابھریں۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔یہ چادر ہم میروں کی روایت ہے اور ہم اپنی روایت نہیں چھوڑتے۔۔

سوہنی دوٹوک جواب دے کر کلاس کی طرف بڑھ گئی۔۔

یار کیا ضرورت تھی تمہیں اسے اس طرح سے ٹوکنے کی؟؟

تم جانتی تو ہو وہ گاؤں سے آئی ہے اور شہری ماحول میں ڈھلتے اسے کچھ ٹائم لگے گا۔۔

وشمہ نے مومنہ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئیندہ سے احتیاط کرنا۔۔

وہ دونوں بھی کلاس میں چلی گئی۔۔۔

سلجوق آفریدی بھی سوہنی نام اپنے لبوں پر دہراتا اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف چلا گیا۔۔

❤❤❤❤

یونیورسٹی کا پہلا دن بخیر و عافیت گزر گیا۔۔

اس کی صدف, مومنہ اور وشمہ کی کزن رائمہ سے اچھی دوستی ہوئی۔۔

ان سب کا ڈپارٹمنٹ ایک ہی تھا۔۔

یونیورسٹی سے ڈرائیور کے ساتھ گھر آتے ہوئے بابا سائیں کی کال آگئی تھی۔۔

جنہیں اس نے دن بھر کی روداد سنا ڈالی تھی۔۔

ہاسٹل پہنچ کر اس نے ظہر کی نماز پڑھی اور اپنا سامان سیٹ کرنے لگی جو کل سے بکھرا پڑا تھا۔۔

سامان سیٹ کرتے اسے بالکل وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔۔

کھانے کا وقت تو نکل گیا تھا۔۔

یہ ہاسٹل تھا گھر نہیں جہاں آپ کا جب دل کرے کھالیا۔۔

تھوڑا بھوک کا احساس ہوتے ہی اسے گھر کی یاد آنے لگی تھی۔۔

وہ کچھ سوچ کر وشمہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

تینوں بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھے تھیں۔۔

اسے آتا دیکھ کر منہ نے ذرا سا سرک کر اس کے لیے بھی جگہ بنائی۔۔

وہ جھجکتے ہوئے بیٹھ گئی۔۔

ابھی وہ بات کا آغاز کرنے کے لیے سوچ رہی تھی۔۔

وشمہ خود بول اٹھی۔۔۔ سوہنی تم کچھ کھاؤ گی۔۔

میرا مطلب ہے پہلی مرتبہ آئی ہو نا ہمارے روم میں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

یا ایک کام کرتے ہیں کافی پیتے ہیں۔۔

اس نے پوچھنے کے ساتھ ہی پروگرام ترتیب دے دیا۔۔

کافی ہمارے لیے مومنہ بنائے گی مومنہ بہت اچھی بناتی ہے۔۔

سوہنی مسکرا کر رہ گئی۔۔

جبکہ مومنہ سر ہلاتی کافی بنانے چل دی۔۔

یار مجھے مارکیٹ تک جانا ہے کچھ ضروری چیزیں لینے۔۔

تم سب بھی چلو نا۔

صدف نے بیچاری سی صورت بناتے ہوئے کہا۔۔

وشمہ فوراًمان گئی لیکن سوہنی نے انکار کر دیا کیوں کہ اسے گھر سے ایسی اجازت نہیں تھی۔۔

میں نہیں جاؤں گی۔۔

ہاں تم سب میرے لیے بھی کچھ کھانے کا سامان لیتی آنا۔۔

سوہنی نے سہولت سے انکار کرتے ہوئے کہا۔۔

تینوں نے ہنسی مذاق کرتے کافی پی اور مارکیٹ کے لیے تیار ہونے لگیں۔۔

سوہنی بھی جلدی سے اپنے کمرے میں گئی سامان کی لسٹ بنا کر رقم کے ساتھ انہیں دی

۔۔

اور اپنے کمرے میں آگئی۔۔

شام تک تینو کی واپسی ہوئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کا کھاناسب نے ساتھ کھایا۔۔

کھانے کے بعد سوہنی اپنے کمرے میں آکر کچھ دیر مطالعہ کرتے ہوئے مصروف ہو گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کلاسیں شروع ہوئے ایک مہینہ ہو گیا تھا۔۔

سوہنی اب اس ماحول میں کافی حد تک ایڈ جسٹ کر چکی تھی۔۔

اس کا دل پڑھائی میں بھی لگ گیا تھا۔۔

اس کی وشمہ سے زیادہ اچھی دوستی تھی لیکن خود سے وہ کسی کو بھی بہت کم مخاطب کرتی تھی۔۔

بس یونیورسٹی سے ہاسٹل اور ہاسٹل سے یونیورسٹی یہی اس کی روٹین تھی۔۔

موسم نے پلٹا کھایا تو ٹھنڈی ہوائیں اپنے ساتھ موسم سرما کی نوید لائیں۔۔

سوہنی گراؤنڈ میں بیٹھی کسی نظم کی تشریح کے ساتھ سر کھپا رہی تھی۔۔

جب کہ صدف اور مومنہ آپس میں کسی مشہور ڈیزائنر کے ڈریسز پر الجھ رہی تھیں۔۔

سوہنی وقفے وقفے سے ایک نظر ان پر بھی ڈال کر پھر سے کتاب میں سر جھکا دیتی۔۔

تھوڑی دیر میں وشمہ اور رائمہ بھی ان کے پاس آ گئیں۔۔

ہائے ایوری ون" رائمہ چہکتی ہوئی اونچی آواز میں سب کو کہہ کر بیٹھ گئی۔۔ "

وشمہ بھی سوہنی کے قریب آ کر دیکھنے لگی۔۔

ہم شاعری کی جا رہی ہے۔۔

وشمہ نے آنکھوں میں شرارتی تاثر لاتے ہوئے کہا۔۔

سوہنی نے ہولے سے مسکرا کر ایک نظر اسے دیکھا اور رائمہ کو بھی دیکھا۔۔

سوہنی کو محسوس ہوا رائمہ کے چہرے پہ آج انوکھی ہی چمک ہے کسی اندرونی خوشی کی

۔۔

مومنہ نے اپنے بیگ میں سے ایک چپس کا پیکٹ نکال کر رائمہ کی طرف بڑھایا۔۔

"یار! رائمہ تم نے تو مٹھائی کھلائی نہیں لو میری طرف سے یہ چپس کھالو

کس بات کی مٹھائی کھلائی جارہی ہے؟؟

صدف کے کان فوراً کھڑے ہوئے۔۔

جبکہ رائمہ نے کھسیانی ہنسی ھنستے وہ پیکٹ مومنہ کے ہاتھ سے اچک لیا تھا۔۔

تمھیں نہیں پتہ؟؟

وشمہ اور مومنہ نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔۔

کیا نہیں پتہ؟؟ کس بات کی پردہ داری کی جارہی ہے وہ بھی ہم سے؟؟؟

صدف نے باقاعدہ آنکھیں مٹکاتے۔ہوئے پوچھا۔۔

سوہنی چپ چاپ چہرے پہ بیزاریت لائے ان تینوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کب سسپنس ختم کرکے اصل بات کریں گی۔۔

میں بتادیتی ہوں وشمہ نے سوہنی کے ہاتھ سے کتاب چھینتے ہوئے کہا۔۔

جس پر سوہنی صرف گھور کر رہ گئی۔۔

پتہ ہے رائمہ اور سلمان کی بات پکی ہو گئی ہے۔۔

وشمہ نے رازدارانہ انداز اپنائے بات مکمل کی۔۔

سچی "اللہ رائمہ تم کتنی میسنی اور گھنی بھی ہو۔۔ "

صدف نے پرجوش لہجے میں رائمہ کو القابات سے بھی نوازا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

جبکہ سوہنی نے اپنائیت سے بھرپور لہجے میں رائمہ کو مبارکباد دی۔۔

اور تم مٹھائی کا کہہ رہی تھیں نا۔۔ تو میں پوری دعوت لے کر آئی ہوں تمہارے لیے۔۔

رائمہ نے خوشی سے مومنہ کو کہتے ہوئے اپنے بیگ سے کارڈز نکالے۔۔

یہ تم سب کے انویٹیشنز ہیں۔۔ اور سوہنی کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔۔ لازمی آنا ہے تمہیں بھی ان سب کے ساتھ۔۔

رائمہ نے سب کو ان کے کارڈ دیتے ہوئے سوہنی کو سختی سے کہا۔۔

سوہنی کو شش و پنج میں مبتلا ہوتا دیکھ کر وشمہ اور صدف بھی اصرار کرنے لگیں۔۔

پلیز سوہنی اس مرتبہ انکار نہیں چلے گا ساتھ جائیں گے بہت انجوائے کریں گے۔۔

ٹھیک ہے "میں وعدہ نہیں کرتی لیکن کل بابا سائیں شہر آئیں گے مجھے ملنے تو میں ان" سے اجازت لونگی۔۔

سوہنی نے ہار مانتے ہوئے جواب دیا۔۔

!ہم سب مل کر تمہارے بابا سے پوچھیں گے نا

وشمہ نے جوش و خروش سے کہا۔۔

صحیح ہے۔ لیکن ایک شرط پر۔۔ سوھنی نے مسکرا کر وشمہ کو دیکھا جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

تم میری کتاب مجھے واپس دے دو۔ سوہنی نے کہتے ساتھ ہی کتاب جھپٹ لی۔۔

جس پر تینوں ہنسنے لگیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زلیخا حویلی کے برامدے میں لکڑی کے جھولے پر بیٹھی سفید کپڑے پر رنگین دھاگوں سے ں سندھی کام کر رہی تھی۔۔

یہ سندھی کام والی قمیضیں سوہنی کو بہت پسند تھیں۔۔

یہ بھی اسی کے لیے تھی۔۔

زلیخا دل میں سوہنی کو یاد بھی کر رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سیڑھیوں سے اترتی گلنار پر اس کی نظر پڑی۔۔

زلیخا ایک نگاہ اس پر ڈال کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔۔

گلنار بہت کم زلیخا سے مخاطب ہوتی زیادہ تر اپنے کمرے میں رہتی یا پھر زرتاج کے پاس ہوتی تھی۔۔

زلیخا بھی ٹھنڈے مزاج کی حامل عورت تھی وہ یہ سمجھ کر خاموش رہتی کہ وقت کے ساتھ گلنار ٹھیک ہو جائے گی۔۔

گلنار سیڑھیوں سے اتر کر برامدے میں زلیخا کے سامنے رکھی

لکڑی کی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

تائی اماں یہ تو بہت خوبصورت ہے کسی کے لیے بنا رہی ہیں آپ؟؟

اس نے خود ہی کچھ سوچ کر بات کا آغاز کیا۔۔

یہ سوہنی کے لیے ہے اسے بہت پسند ہیں نا۔

زلیخا نے کپڑے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے کہا۔۔

تائی اماں کیا میں اچھی نہیں لگتی آپ کو؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com

گلنار نے جھٹ سے معصوم صورت بنا کر استفسار کیا۔۔

ارے کیوں؟ ایسا کیوں کہا تم نے؟؟

زلیخا نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا؟؟؟

اگر اچھی لگتی تو ایسا ایک کرتہ آپ مجھے بھی کڑھ کر دیتی نا۔۔

گلنار نے چہرے پر جہان بھر کا دکھ سموئے کہا۔۔

ایسی بات نہیں ہے گلنار۔۔

تم بھی مجھے میری سوہنی سے کم نہیں لگی کبھی بھی۔۔ٹھیک ہے یہ قمیض تمہاری ہے

۔۔

زلیخانے پیار سے اس کے گال سہلاتے ہوئے کہا۔۔

ٹھیک ہے۔۔بہت شکریہ گلنار خوشی سے چہکنے لگی۔۔

زلیخانے مسکرا کراس کی طرف دیکھا۔۔کیاتم آج اپنی اماں سے ملنے نہیں گئی؟؟

نہیں! آپ بھی تو میری اماں جیسی ہیں تو میں آج آپ کے پاس آگئی۔۔

زلیخا کو گلنار کے اس میٹھے لہجے سے حیرانگی تو بہت ہوئی لیکن اس نے اس کا اظہار کرنا

مناسب نہیں سمجھا۔۔

چپ چاپ اپنا کام کرنے لگی۔۔

گلنار کچھ سوچتے ہوئے پھر سے گویا ہوئی۔۔

وہ آج تایاسائیں نظر نہیں آرہے کہاں گئے ہیں؟؟

اس ن ادھر اودھر نظر دوڑاتے پوچھا۔۔۔

وہ آج شہر گئے ہیں۔۔

وکیل کے پاس ۔۔زلیخانے رنگین دھاگوں کو سمیٹتے ہوئے بتایا۔۔

کیوں تائی اماں ؟؟؟ کیا زمینوں کا مسئلہ ہے کوئی ؟؟؟

گلنار نے فوراً کریدنے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں نہیں ! میرے اباجان کی زمین جو میں نے میر سائیں کو دی تھی ۔۔ وہ اب اسے سوہنی کے نام کروا رہے ہیں شادی سے پہلے۔۔

زلیخانے تفصیل سے بتاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔

لیکن تائی وہ آپ کی زمین ہے ؟؟

تمہارے تایا کہتے ہیں جس طرح میرے بابا نے مجھے دی۔ تھی اسی طرح وہ اپنی بیٹی کو دیں گے۔۔

کیوں کہ اس جائداد پر پہلا حق میرے ادا کا ہے۔۔۔

صحیح ہے گلنار نے غائب دماغی سے جواب دیا۔۔

اور تیزی سے کھڑی ہو گئی۔۔

میں اماں سے مل کر آتی ہوں۔۔ اسے یہ خبر جلد از جلد بابا سائیں تک پہنچانی۔ تھی۔

وہ تیر کی طرح ماں کے کمرے میں گھس کر دروازہ بند کر کے ماں کے پاس آئی۔۔

گلنار کو تیزی سے آتا دیکھ کر زرتاج بھی گھبرا گئی۔۔

کیا ہو گیا گل تمہارے پیچھے کونسا طوفان آرہا ہے اس طرح دندناتی ہوئی آئی ہو۔۔

اماں یوں سمجھو بس آنے والا ہے طوفان۔۔

اس نے ماں کے پاس بیٹھتے ہوئے سرگوشی سے کہا۔۔

کیوں کیا ہو گیا ہے سب خیر تو ہے نا؟؟؟

زرتاج نے گھبرائے ہوئے پوچھا۔۔

اماں بات ہی ایسی ہے۔۔

تایا سائیں شہر گئے ہیں اور وہ جائداد جو تائی نے دی۔ تھی۔ان کو,, وہ سوہنی کے

نام کروا رہے ہیں۔۔

ہےئ ربا! یہ کیا کہ رہی ہے؟؟

تجھے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے کیوں کہ وہ جائداد تمہارے دادا کی چھوڑی گئی زمین سے کہیں زیادہ ہے۔۔

زرتاج نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔اسے یقین نہیں تھا۔۔

میں سچ کہوں اماں مجھے خود تائی ماں نے بتایا ہے۔۔

گلنار نے ہاتھ ہلاتے ہوئے تیز لہجے میں ماں کو یقین دلانا چاہا۔۔

اگر ایسا ہے تو مجھے جلد تمہارے باباسائیں سے بات کرنا ہوگی۔۔

زرتاج نے فکرمندی سے کہا

جو بھی کرنا ہے جلدی کرنا۔۔ورنہ وہ حاکم سوہنی کے ساتھ ساتھ جائداد بھی ہڑپ لے گا

گلنار نے پراندہ جھلاتے ہوئے کہا۔۔

ایسے کیسے ہڑپ لے گا میں آج ہی تمہارے بابا سے بات کروں گی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے اماں میں رات کو آؤں گی۔۔ابھی سجاول کے آنے کا وقت ہے۔۔

گلنار ماں کو نئ فکر میں ڈال کر خود وہاں سے چلی گئ۔۔

رات جب سکندر علی گھر واپس آیا, زرتاج نے ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر ساری بات اس کو بتادی۔۔

سکندر سنتے ہی غصے میں آگ بگولہ ہو گیا۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ حشمت علی۔کو اس بار میں اپنی بیٹی کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈالنے دونگا۔۔

اس جائداد کا اصل وارث صرف اور صرف میری بیٹی اور میر سجاول ہیں۔۔

میں ایک ایک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا۔۔

وہ غصے میں بالکل آپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔

زرتاج بھی اس کے غصے کو دیکھ کر سہم گئ تھی۔۔

لیکن ہمت کرتی ہوئی سکندر کے قریب آ کر بیٹھی۔۔

سائیں یہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا ہے۔۔

آپ دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر سوچیں۔۔

سکندر علی۔نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اور طیش میں کانچ کا گلاس اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔۔

اور تن فن کرتا اٹھ کر حویلی سے باہر نکلا۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا حویلی کے پچھلے حصے میں بنے کمروں کی طرف بڑھا۔۔

واجد,,واجد۔۔کہاں مر گیا ہے تو؟؟

اپنے خاص بندے کو اونچی آواز میں پکارنے لگا۔۔

واجد ایک دم ڈرا سہما سا بوتلکے جن کی طرح حاضر ہوا۔۔

جی سائیں۔۔آپ نے یاد فرمایا۔۔وہ جان چکا تھا سکندر غصے میں ہے ۔

! میری بات کان کھول کر سنو

سکندر علی نے غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔اور گریبان سے پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔۔

رازداری سے اس کے کان میں کچھ کہا۔۔

واجد ڈر سے تھر تھر کانپتا ہوا تابعداری سے سر ہلا کر وہاں سے فوراً فو چکر ہو گیا۔۔

پیچھے سکندر نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جب یونیورسٹی سے واپس ہاسٹل آئی بابا سائیں اسے ملنے آئے تھے۔۔

وہ وارڈن کے آفس میں گئی۔۔ بابا سائیں اسے دیکھ کر اپنی نشست سے کھڑے ہوئے تو

وہ ان کے سینے سے لگ گئی۔

اتنے دنوں بعد وہ اپنے بابا سے مل کر اداس ہو گئی تھی۔۔

وہ اسے پیار کر کے کافی دیر اس سے باتیں کرتے رہے اور پڑھائی کے متعلق بھی پوچھا

۔۔

وہ جب ملاقات کے بعد آفس سے نکلے وشمہ اور صدف باہر کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھیں۔۔

فوراً آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔۔

وہ دل میں حیران بھی تھیں کہ سوہنی کسی وڈیرے کی بیٹی ہے جس کا اس نے کبھی ان سے زکر بھی نہیں کیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سلام کے بعد سوہنی نے ان دونوں کا تعارف کروایا۔۔

حشمت علی نے ان کے سر پہ بھی ہاتھ رکھا۔۔

وشمہ نے کچھ جھجکتے ہوئے اجازت لی۔ جس سے سوہنی ان کی طرف دیکھنے لگی۔۔

اسے ان سے اجازت ملنے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔۔

لیکن حشمت علی نے مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔

وہ سوہنی کی دل کی بات جانتے تھے۔۔

سوہنی ان کو باہر تک چھوڑ کر جب واپس آئی اس کی تینوں سہلیاں خوشی سے ناچ رہی تھیں۔۔

جیسے بہت بڑی فتح حاصل کرلی ہو۔۔

سوہنی۔ادھر آؤ میں تمہیں اپنا ڈریس دکھاتی ہوں۔۔

مومنہ پرجوش لہجے میں تیز تیز بولتی سوہنی کی طرف بڑھی

جبکہ تھوڑا فاصلے پر بیٹھی وشمہ سوہنی کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر مسکرادی اور پاس پڑا اپنا موبائل اٹھا کر میسج ٹائپ کرنے لگی۔۔۔

سلجوق میں نے تمہارا کام کر دیا ہے اور تم بالکل نہیں بھولنا اپنا وعدہ" (پی سی ہوٹل " میں ڈنر کروانے کا)

میسج کے آخر میں سمائل والی ایموجی بھی سینڈ کر کے باقی سب کی طرف متوجہ ہو گئی

۔۔

سوہنی

بھی اب تھک گئی تھی اس لیے ان سے جان چھڑا کر اپنے کمرے میں آئی۔۔

وہ دل ہی دل میں خوش ہونے لگی۔اس کے چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔۔

اسے آج پہلی بار حاکم کی یاد آئی۔۔

اس نے جلدی سے بیگ میں پڑا اپنا موبائل نکال کر چیک کیا جہاں حاکم کی ڈھیروں کالز آئی تھیں۔۔۔

اس نے ڈرتے ہوئے کال کی جو پہلی بیل پر ریسیو کر لی حاکم نے۔۔

کہاں تھی تم سوہنی؟؟ کب سے فون کر رہا تھا میں؟؟

حاکم نے فوراً سوال جواب شروع کر دیے اپنے غصے کے باوجود وہ نرم لہجہ اختیار کیے تھا

۔

بابا سائیں آ گئے تھے ان سے مل۔ کر آنے میں دیر ہو گئی۔۔

سوہنی ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے رائمہ کی منگنی پر جانے والی بات گول کر گئی۔۔

کیوں کہ وہ جانتی تھی حاکم کبھی نہیں جانے دے گا۔۔

ہم! ٹھیک ہے ایک میسج کر سکتی تھی تم۔۔

سائیں اب معاف کر دیں آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔۔

سوہنی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔ لیکن میں بھی تم سے جلد ملنے آؤں گا۔۔

کب تک آئیں گے آپ؟؟

یہ میں آکر بتاؤں گا۔۔

فلحال میں کچھ مصروف ہوں رات کو بات کرتے ہیں۔۔

حاکم۔ جلدی میں لگ رہا تھا اس لئے سوہنی نے بھی کال بند کر دی۔

لیکن اسے اب یہی فکر کھائے جارہی تھی کہ حاکم کس وقت آئے گا۔۔

یہی سب سوچتے ہوئے وہ کمرے میں ٹہلنے لگی۔۔

سنو وشمہ! سوہنی نے کچھ سوچ کر وشمہ کو پکارا۔۔

جو اپنے پاؤں پہ نیل پالش لگانے میں مصروف تھی۔۔

ہمم۔۔اس ن سر اٹھا کر سوہنی کو دیکھا اور پھر سے اپنے کام۔میں لگ گئی۔

کیا تم نے وارڈن سے اجازت لی ہے ہم سب کے جانے کی؟؟

سوہنی نے فکر مندی سے پوچھا۔۔

وشمہ نے سوہنی کو ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو,, کیا تم پاگل ہو؟؟

میں نے پوچھا ہے اور ویسے بھی وہ خود بھی جارہی ہیں۔۔

ہاسٹل کی بہت سی لڑکیاں انوائٹ ہیں۔۔

لیکن پھر بھی میں نے ان سے پوچھ لیا تھا ہم سب کا۔۔

وشمہ نے سوہنی کو مطمئن کرنے کے لیے تفصیل سے جواب دیا۔۔

صدف اور مومنہ کہاں ہیں؟؟

سوہنی نے کمرے میں ان دونوں کو نہ پا کر پوچھا۔۔

مارکیٹ تک گئی ہیں آتی ہوں گی۔۔

تم بھی جا کر تیار ہو ہمیں پانچ بجے تک نکلنا ہے۔۔

وشمہ نے سوہنی کو بیڈ سے اٹھاتے ہوئے کہا کیوں کہ وہ جانتی تھی۔۔

جب تک سوہنی یہاں رہی کوئی نہ کوئی فکر اسے لگی رہی گی۔۔

سوہنی بھی چپ چاپ اپنے کمرے میں آگئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

اس نے اپنا پہلے سے استری شدہ سوٹ لیا اور چینج کرنے چل دی۔۔

اس نے تیار ہو کر ایک آخری بار خود کو آئینے میں دیکھا اور گنگناتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔۔

اس کا رخ ان تینوں کے کمرے کی طرف تھا۔۔

کیا تم سب ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟؟

اس نے ان تینوں کے پاس آکر پوچھا جو اپنا اپنا میک۔اپ کرنے میں مصروف تھیں۔۔

سب سے پہلی نظر وشمہ کی اس پر پڑی اور وہ حیرانگی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔

مومنہ۔اور صدف نے بھی جب اس کی طرف دیکھا تو تینوں کی انکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور منہ کھلے کے کھلے۔رہ گئے۔۔

سوہنییی۔۔۔ہم کسی شادی میں تو نہیں جا رہے۔۔

ہم رائمہ اور سلمان کی منگنی میں رکھی گئی چھوٹی سی تقریب میں جا رہے ہیں۔۔

اور تم ایسے تیار ہو کر آئی ہو۔۔

جیسے کہ خدانخواستہ تمہاری اپنی شادی ہو۔۔۔

وشمہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے ایک ہی سانس میں بولے جا رہی تھی ۔۔

وشمہ کی بات سن کر تینوں نے جاندار قہقہ لگایا۔۔

سوہنی اب تک ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

اسے اب تک سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

مومنہ نے آگے بڑھ کر اس کی جیولری کو چھو کر دیکھا۔۔

جیسے اپنے شک کو یقین میں بدلنا چاہ رہی ہو۔۔

oh my god.

سوہنی یہ پیور گولڈ لگتا ہے۔۔ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟؟

مومنہ ایک ایک چیز کو چھو کر حیرت میں ڈوبی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

کیا مطلب؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com

کہاں سے آیا؟؟ یہ میرا اپنا ہی ہے سارا کا سارا زیور۔۔

سوہنی کو مومنہ کی بات عجیب لگ رہی تھی۔۔

اس لئے تھوڑا موڈ بگاڑ کر جواب دیا۔۔

کیا تم اتنا زیور ہاسٹل لے کر آئی تھی؟؟

صدف نے بھی اپنا حصہ ڈالا جو کب سے خاموشی سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی

۔۔

تم سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو جیسے میں نے چوری کی ہو۔۔

سوہنی کی بات سن کر وشمہ نے تو باقاعدہ اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔۔۔

میرا یقین کرو ! یہ کنگن میرے ادا نے اپنی شادی کا تحفہ دیا ہے اور یہ چوڑیاں میری اماں نے بنوا کر دی ہیں۔۔

ہاں ! یہ باقی کے زیورات میرے نکاح۔۔ وہ جو ایک ایک چیز کی تفصیل بتاتے ہوئے اپنے نکاح کا بھی بتانے لگی تھی۔۔

وشمہ۔درمیان میں ہی بول اٹھی۔۔

سوہنی ہمیں یقین ہے یہ سب تمہارا ہے۔۔

ہمیں حیرت اس بات پر ہے۔۔

تم اتنا سونا ساتھ اٹھا لائی ہو۔۔

اگر یہ چوری ہو جاتا تو؟؟؟

وشمہ نے دروازہ بند کر کے اس کے قریب آ کر اصل پریشانی کی وجہ بتائی۔۔

اور یہ تم دلہن سے بھی زیادہ تیار ہو کر آگئی ہو۔۔

مومنہ نے بھی اونچی آواز میں ہانک لگائی۔۔

یہ ڈریس بھی بہت ہیوی ہے نا۔۔

صدف نے پاس آکر اس کے فراک کو چھوتے ہوئے کہا جس پر واقعی بہت بھاری کام تھا۔۔

لیکن میرے پاس سب ایسے ہی کپڑے ہیں۔۔

اس نے ان تینوں کو تحمل سے جواب دیا اور سکون سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

تم ایسے نہیں جاسکتی سوہنی۔۔

صدف نے بیچارگی سے کہا۔۔

اب حیران ہونے کی باری سوہنی کی تھی۔۔

کیا مطلب ہے؟؟

مطلب جو بھی ہے تم اٹھو اور میرے ساتھ آؤ میں تمہیں آج کے حساب سے ڈریس

دوں۔۔

وشمہ جھنجلاہٹ میں اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھانے لگی۔۔

سوہنی بھی اس کے ساتھ کھنچتی چلی اور الماری کے سامنے آئی۔۔

وشمہ نے جلدی جلدی سب ڈریس ادھر اودھر کیے اور ایک بلیک کلر کی ڈریس اٹھا کر سوہنی کو دیا۔۔

جاؤیہ پہن کر آؤ

سوہنی حیرت سے کبھی اس ڈریس کو اور کبھی وشمہ کو دیکھتی۔۔

وہ اب تک سمجھنے سے کاثر تھی اس کے ساتھ آج ہو کیا رہا ہے۔۔

میں تمہارے کپڑے کیوں پہنوں گی؟ میں نے کبھی کسی کے کپڑے نہیں پہنے۔۔

اس نے اپنی حیرت پہ قابو پا کر عام سے لہجے میں کہا۔۔

لیکن ہم سب دوست ہیں اور ہم ایک دوسرے کی چیزیں شیئر کر سکتے ہیں۔۔

مومنہ نے نرم لہجہ میں جواب دیا۔۔

دیکھو صدف نے میرا ڈریس پہنا ہے اور میں نے مومنہ کا وشمہ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

اور میں نے اپنی آپی کو مومنہ نے دانتوں کی نمائش کراتے ہوئے بتایا۔۔

ان سب کی باتیں سن کر سوہنی سوچ میں پڑ گئی۔۔

لیکن یہ۔۔وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی وشمہ نے ٹوک دیا۔۔

سوہنی۔تم یہ چینج کر کے آ رہی ہو یا ہم تینوں خود چینج کروائیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وشمہ نے وارننگ دیتے ہوئے اسے تنبیہ کی۔۔

سوہنی کو ناچار ان تینوں کی بات ماننا پڑی اور منہ لٹکائے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

سب سے پہلے اس نے سارا زیور اتار کر حفاظت سے الماری میں رکھ کر لاک کیا اور پھر ڈریس چینج کر کے جب خود کو پھر سے آئینے میں دیکھا تو حیران رہ گئی۔۔

بلیک کلر لانگ شرٹ جس پر تار کشی کا خوبصورت کام تھا اور ساتھ ہی گولڈن ٹراؤزر تھا

۔۔

وہ ڈریس اس کی صاف رنگت پہ بہت جچ رہا تھا۔۔

جلدی سے ڈوپٹہ لے کر وہ وشمہ کے پاس آئی جو اسے تیار کرنے والی تھی۔۔

سوہنی یہ ڈریس تم پر بہت سوٹ کر رہا ہے۔۔

مومنہ نے کھلے دل سے اس کی تعریف کی۔۔

وشمہ نے بھی سراہتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔

اور میک۔اپ کرنے لگی۔۔

میک اپ مکمل کرنے کے بعد وشمہ نے سوہنی کے بالوں کو کھول دیا۔۔

وہ تینوں اس کے لمبے گھنے بالوں کو ستائشی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔

بلاشبہ وہ مکمل حسن کا شاہکار تھی۔۔

سلجوق تو آج گیا جان سے۔۔وشمہ نے اس کے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے منہ میں

بڑبڑایا۔جو سوہنی کو نہیں سنائی دی۔۔

تیار ہونے کے بعد سوہنی نے جب خود کو آئینے میں دیکھا تو نظر ہٹانا ہی بھول گئی۔۔

وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی۔۔

باقی تینوں بھی اپنی تیاری مکمل کر کے جانے کے لیے تیار کھڑی تھیں۔۔

اگر تمہاراا اپنے حسن کو سراہنے کا مراقبہ ختم ہو گیا ہے تو اب ہم چلیں۔۔

مومنہ نے بھرپور طنزیہ لہجے میں کہا۔۔

جس پر سوہنی چونک۔ کر مسکرا گئی اور ان کی طرف بڑھی۔۔

چاروں ہاسٹل سے باہر نکل کر کیب میں بیٹھ گئیں۔۔

جو پہلے سے منگوالی تھی۔۔

****

سلجوق بے چینی سے ان سب کا انتظار کر رہا تھا جو آنے کا نام نہیں لے۔رہی تھیں۔۔

اس نے کتنے ہی میسجز وشمہ کو کر دیے جن کے وہ جان بوجھ کر جواب نہیں دے رہی تھی۔۔

آخر کار سلجوق کا انتظار ختم ہوا وہ چاروں مین گیٹ سے لان میں آتی دکھائی دیں۔۔

سب سے پیچھے سوہنی تھی جو کافی نروس نظر آرہی تھی۔۔

وشمہ نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور اسے کافی سمجھا رہی تھی۔۔

سلجوق ان چاروں کی طرف بڑھا لیکن سوہنی پر نظر پڑتے ہی اسے لگا وہ فریز ہو گیا ہے

۔۔

سوہنی کو پہلی مرتبہ وہ اتنا تیار ہوئے دیکھ رہا تھا جس کے لمبے بال اس کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے اور ڈوپٹہ سر پہ سلیقے سے لیا ہوا تھا۔۔

وشمہ نے قریب آکر چٹکی بجائی اور شرارت سے اس کی طرف دیکھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا؟؟

بے ہوش ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

نہیں نہیں۔۔میں تو بس تم سب کا انتظار کر رہا تھا۔۔

سلجوق نے ہوش کی دنیا میں واپس آتے ہوئے کہا۔۔

ہماراانتظار۔ یا پھران کا۔۔وشمہ نے جان بوجھ کر لفظ "ان" کو کھینچ کر سوہنی کی طرف اشارہ کیا جو تھوڑے فاصلے پر کھڑی رائمہ کی فیملی۔سے مل رہی تھی۔

تم باز نہیں آؤ گی چھیڑنے سے مجھے۔۔ سلجوق نے ایک نظر سوہنی کو دیکھ کر نظروں کازاویہ وشمہ کی۔طرف پلٹا۔۔

میں تمہیں نہیں چھیڑ رہی۔۔بلکہ سمجھا رہی ہوں آج اس سے اپنے دل کی بات کہہ دو موقع اچھا ہے۔۔

وشمہ نے ہنستے ہوئے اسے سمجھایااور خود رائمہ کی طرف بڑھی جسے اس کی کزنز سٹیج پر لارہی تھیں جہاں منگنی کی۔رسم۔ہونی تھی۔۔

سلجوق بھی سیٹی پر کوئی دھن بجاتا ہوا سلمان کی طرف گیا۔۔

سوہنی کبھی ایسی تقریبات میں نہیں آئی تھی اس لئے رائمہ کی رسم۔ہونے کے بعد قدرے کم۔رش والے گوشے میں آکر بیٹھ گئی۔۔

وہ آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی جن میں زیادہ تر جوان لڑکے لڑکیاں تھے۔۔

لڑکیوں کے بال خوبصورتی سے کٹنگ میں مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے تھے ۔

وہ لوگوں کو دیکھنے میں اس قدر مصروف تھی کہ اسے یہ بھی نہیں پتہ چلا سلجوق کب

سے اسے ہی دیکھے۔جا رہا تھا۔۔

جہاں وہ بیٹھی تھی وہاں سے پچھلی طرف کالان بھی صاف نظر آرہا تھا جس

میں مردوں کے لیے سیٹ اپ تھا۔۔

وہ گاہے بگاہے اس طرف بھی نظر ڈال لیتی۔۔

اسے کچھ پیاس محسوس ہونے لگی تھی اس نے پانی کی تلاش میں ادھر اودھر نظریں

دوڑائیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پانی اسے مردان خانے کے قریب نظر آیا۔۔

وہ اٹھ کر اس طرف چل دی۔۔

وہ گلاس میں پانی بھر کر پینے ہی لگی۔تھی کہ اچانک اس کی نظر لان کے آخری

سرے پہ کھڑے حاکم۔پر پڑی۔خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور گلاس ہاتھ

سے گر گیا تھا جسے قریب آتے سلجوق نے تھاما۔۔

جو بات کرنے اس کے پاس ہی آرہا تھا۔۔

سوہنی۔کی حالت اور چہرے پہ خوف سے بدلتے اتار چڑھاؤ دیکھ کر سلجوق بھی پریشان ہو گیا تھا۔۔

دوسری طرف حاکم جواب اپنے ہم عمر لڑکے سے بغلگیر ہونے کے بعد باہر کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔

سوہنی اس کے پلٹنے سے پہلے ہی ایک درخت کے پیچھے ہو گئ اور آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔

اس کا جسم۔اب تک ڈر سے کپکپا رہا تھا۔۔

سلجوق نے پریشانی کے عالم میں جیسے ہی اس کا ہاتھ تھاما,سوہنی نے ایک دم گھبرا کر آنکھیں کھول دیں اور اس کا ہاتھ دور جھٹک دیا۔۔

اوکے اوکے ریلیکس ہو جاؤ۔۔سلجوق نے اس کے گھبرائے ہوئے روپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

جس پر سوہنی کچھ نہ بولی اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھ کر رہ گئ۔۔

وہ اب بھی بار بار پیچھے پلٹ کر دیکھ رہی تھی جہاں سے حاکم۔جاچکا تھا۔۔

کیاہوا ہے آپ اتنا کیوں گھبرا گئی ہیں؟؟

سلجوق ن اسے پر سکون ہوتا دیکھ کر پوچھا۔۔

وہ وہاں میرے شوہر تھے جواب دکھے نہیں رہ مجھے۔۔

اس نے نظریں زمین پر مرکوز کیے سر گوشی میں جواب دیا۔

جسے سلجوق نے سن لیا تھااور سو والٹ کا جھٹکا لگا اسے۔۔

وہ بے۔یقینی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے سوہنی کو دیکھ رہا تھا۔۔

کچھ لمحے تو اس سے کچھ بولا نہیں گیا وہ خالی خالی۔نظروں سے بس سوہنی کو دیکھتا رہا۔۔

اسے خاموش۔نگاہوں سے خود کو گھورتا دیکھ کر سوہنی بول پڑی۔۔

جی۔میرے شوہر ہیں اور میرا نکاح۔۔ابھی وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائی تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا۔۔

جس پر حاکم کالنگ دیکھ کر سوہنی کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔۔

اس نے ایک نظر سامنے کھڑے سلجوق پر ڈالی۔اور کپکپاتے ہاتھوں سے کال۔اٹینڈ

کر کے موبائل کان سے لگایا۔۔

اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے دوسری طرف حاکم نہیں بلکہ موت کا فرشتہ ہے جو اس کی موت کا پروانہ سنائے گا۔۔

سوہنی۔ کہاں ہو تم؟؟

کب سے نمبر ڈائل۔ کر رہا تھا۔۔

حاکم۔ کی۔ تیز آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

وہ میں ۔۔۔میں تو ۔۔اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی جسے حاکم نہیں سلجوق۔ سمجھ گیا تھا۔۔

کہو میں ہاسٹل ہوں۔۔

سلجوق۔نے دھیمے انداز میں چباتے ہوئے کہا۔۔

سلجوق کے انداز گفتگو پر سوہنی۔ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں لیکن اگلے پل اس نے خود کو سنبھال کر مضبوط لہجے میں جواب دیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سائیں میں ہاسٹل ہی۔ہوں۔۔

ٹھیک ہے۔میں بھی شہر آیا ہوں۔تم سے ملنے آرہا ہوں ایک گھنٹے تک تیار رہنا۔

حاکم۔سکون سے اپنی بات مکمل کر کے فون بند کر چکا تھا۔۔جبکہ سوہنی کبھی فون کو اور کبھی سامنے کھڑے سلجوق کو دیکھتی۔۔

جو غصہ ضبط کرتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

سوہنی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ سلجوق کو اتنا غصہ کیوں ہے ؟۔

وہ ہاسٹل آرہے ہیں۔آپ نے مجھ سے جھوٹ کیوں بلوایا؟؟

سوہنی نے پریشانی سے نم لہجے میں کہا۔۔

سلجوق نے اس کی طرف دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں اور اس کا ہاتھ تھام کر تیزی سے باہر پارکنگ ایریا کی جانب بڑھا۔۔

سوہنی بھی چپ چاپ اس کے ساتھ کھنچتی چلی۔گئی۔۔

سلجوق نے اپنی گاڑی کے پاس آکر اس کا ہاتھ چھوڑا اور لاک کھول کر اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی سمجھ گئی تھی وہ اس کی مدد کر رہا ہے اس لئے خاموشی سے بیٹھ کر چہرہ ونڈو کی طرف موڑ لیا۔۔

سلجوق نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔اور ریش ڈرائیو کرتے ہوئے حاکم کے دیے وقت سے پہلے ہاسٹل کے سامنے پہنچ گیا۔۔سوہنی نے ایک نظر اس کے سپاٹ چہرے پہ ڈالی۔اور گاڑی سے اتر گئی۔۔

وہ ہاسٹل کے اندر جانے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ لڑکیاں جانتی تھیں وہ چاروں ساتھ گئی تھیں۔۔

اس لئے ہاسٹل کے باہر سڑک کے کنارے درختوں کے نیچے فٹ پاتھ پر ہی بیٹھ گئی ۔۔

سلجوق گاڑی وہاں سے کچھ دور لے گیا۔۔لیکن واپس نہیں گیا تھا۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سوہنی کو جیپ آتی دکھائی دی۔۔

جو حاکم کی تھی اور اس نے اشارہ کر کے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

حاکم بھی اس کی طرف دیکھ کر جیپ سائیڈ پر کھڑی کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا سوہنی کی

طرف آیا۔۔

سوہنی۔ تم اس وقت اکیلی یہاں کیا کر رہی ہو؟؟

حاکم نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

حاکم۔ہاسٹل میں ملنا اچھا نہیں لگتا اس لئے یہاں آگئی۔۔

سوہنی نے چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ سجائے جواب دیا۔۔

وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن آج تم نے یہ کیا پہن رکھا ہے۔۔

حاکم نے اسے سرتاپاؤں بھرپور نظروں سے جانچتے ہوئے کہا۔

سوہنی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔۔ کیوں میں اچھی نہیں لگ رہی؟؟

میں نے سوچا شہری لڑکیوں کے جیسا تیار ہونا آپ کو اچھا لگے گا۔۔

سوہنی نے قریب آکر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرم لہجہ میں کہا۔۔

جبکہ اندر سے وہ بہت دکھی ہو رہی تھی اتنا زیادہ جھوٹ بول کر۔۔

اچھی تو تم ہمیشہ لگتی ہو اور آج کچھ زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔۔

www.neweramagazine.com

حاکم نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔۔

تو پھر کریں آج میری تعریف۔۔

سوہنی نے شرارت میں کہا جس کا اسے بعد میں اندازہ ہوا۔۔

اگر تمہیں شہری لڑکیوں کی طرح تیار ہو کر تعریف کروانی ہے تو میں بھی شہری لڑکوں کی طرح ہی تعریف کروں گا۔۔

حاکم بھی شرارت سے کہہ کر اس کی طرف بڑھا اور بنا سمجھنے کا موقع دیے اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

لیکن رات کا وقت ہونے کی وجہ سے سڑک تقریباً سنسان تھی اور کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔

سوہنی اس اچانک افتاد پہ بوکھلا گی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔

لیکن رات کاوقت ہونے کی وجہ سے سڑک تقریباً سنسان تھی اور کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔

جبکہ حاکم۔اسے قریب کرکے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو کر محسوس کرنے لگا۔

سوہنی نے گھبرا کر پلکیں جھکا لیں تھیں۔۔

وہ حاکم کی قربت میں خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔

دور کھڑے سلجوق افریدی نے یہ منظر جلتی آنکھوں سے دیکھا اور قدب سے آنکھیں میچ لیں اس سے زیادہ اس میں برداشت کرنے کی سکت نہیں تھی اس لئے جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا اور واپس تقریب میں جانے کے بجائے گھر کی طرف چل۔دیا۔

وہ اس وقت مکمل تنہائی چاہتا تھا۔

اس کا ذہن اس بات کو اتنی جلدی قبول نہیں کر سکتا تھا کہ جس لڑکی کو دن رات بے تحاشہ سوچا اور چاہا تھا اس پر پہلے ہی کوئی دوسرا حق حاصل کر چکا تھا۔۔

حاکم سوہنی کے اس گھبرائے ہوئے روپ سے کافی محفوظ ہو رہا تھا۔۔

اس نے سوہنی کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ ڈال کر اسے خود سے کچھ اور قریب کیا اور اس کے بھرے بھرے گلابی لبوں پہ انگلی پھیرنے لگا۔۔

اس سے زیادہ سوہنی کی برداشت نہیں تھی آخر کار وہ بول اٹھی۔۔

سائیں کوئی دیکھ لے گا۔۔

خدارا چھوڑیں مجھے سوہنی نے کپکپاتی آواز میں کہااور حاکم کی گرفت سے خود کو آزاد کروانے لگی۔۔

حاکم نے مسکراتی نگاھوں سے اس کی طرف دیکھااور اس کے کان کی لوح کو اپنے لبوں سے چھوا۔۔

تمھیں ہی بہت شوق تھا نا کہ میں شہری انداز اپناتے ہوئے تمھیں سراہوں۔۔

حاکم کی محبت بھری سرگوشی سن کر سوہنی۔کے لب بھی ہولے سے مسکرائے تھے۔

لیکن جیسے ہی اس نے محسوس کیا حاکم کی گرفت اس کی کمر پہ ڈھیلی پڑ چکی ہے۔

فوراً سے اسے خود سے دور کرتی تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہو گئی اور لمبے لمبے سانس لے کر اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو معمول پر لانے لگی۔۔

حاکم۔اب بھی ویسے ہی کھڑا اسے محبت لٹاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

سوہنی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے سچی محبت اور عقیدت کا عکس دیکھ سکتی تھی جس سے اس کے دل۔اور روح میں سکون سا اتر گیا تھا۔۔

خود کو اس کے سحر سے آزاد کروانے کے بعد سوہنی نے اپنے موبائل میں ٹائم دیکھا جہاں رات کے 8 بج گئے تھے۔۔

سائیں بہت دیر ہو گئی ہے اب آپ کو جانا چاہیئے رات کے وقت گوٹھ کا سفر کافی مشکل ہو سکتا ہے۔۔

وہ فکر مندی سے حاکم کی طرف بڑھ کر کہنے لگی تھی۔۔

حاکم کو بھی وقت کا اندازہ ہو گیا تھا وہ بھی جلدی سے سوہنی کے ہاتھ تھام کر اپنے لبوں سے لگانے لگا۔۔

جس پر سوہنی نے شرما کر نظریں جھکا دیں۔۔

اپنا خیال رکھنا اور میں جلد واپس آؤں گا۔

حاکم نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔۔

آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا سائیں سوہنی نے بھی دھیمے لہجے میں مسکرا کر جواب دیا۔۔

حاکم جیپ میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کرنے لگا۔۔

سوہنی وہیں کھڑی اسے جاتا دیکھ رہی تھی اور دل میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی جس نے حاکم۔ جیسے سخت انسان کو بدل کر اس کے دل میں سوہنی کے لیے نرمی پیدا کر دی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حاکم جا چکا تھا لیکن وہ وہیں کھڑی وشمہ, مومنہ اور صدف کا انتظار کرنے لگی وہ ان کے ساتھ ہی ہاسٹل جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

اسے سلجوق کا خیال آیا جس نے اس کی آج کافی مدد کی تھی۔۔وہ صبح یونیورسٹی میں اس کا شکریہ ادا کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔۔۔

تقریباً 9 بجے وشمہ لوگ اسے کیب میں واپس آتی نظر آئیں۔۔

گاڑی سے اتر کر وہ تینوں تیر کی تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔۔

سوہنی یہ کیا طریقہ تھا؟؟

تم ہمیں بتا کر بھی تو آسکتی تھی۔

سب سے پہلے مومنہ اس کے قریب آئی اور غصے میں بھری اونچی آواز میں کہنے لگی۔۔

وہ تو بھلا ہو سلجوق کا اس نے بتادیا ہمیں ورنہ اب تک ہم ڈھونڈتے رہتے تمہیں۔۔

صدف نے بھی لٹھ مار انداز میں کہا اور ہاسٹل کی طرف چل دی۔۔

وشمہ چپ چاپ کھڑی سوہنی کو غصیلی نگاہوں سے گھور رہی تھی۔۔

سوہنی نے بے چارگی سے ان کو دیکھا اور وشمہ کے قریب آئی۔۔

ہاسٹل چلو سب کچھ بتاتی ہوں۔۔

سوہنی کی بات سن کر وشمہ کے تنے ہوئے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑ گئے اور تینوں ہاسٹل میں آ گئیں۔۔

کمرے میں پہنچ کر تینوں سکون سے بیٹھ کر سوہنی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے

لگیں۔۔

کچھ توقف کے بعد سوہنی نے بات کا آغاز کیا۔۔

میرے ہسبینڈ آ گئے تھے اور مجھے ان سے ملنے واپس آنا پڑا۔۔

اس نے ان تینوں کی طرف دیکھ کر ایسے کہا گویا ان کے سروں پر بم پھوڑا۔۔

تینوں حیرت اور شاکڈ کے زیر اثر اس کی طرف دیکھے گئیں۔۔

کچھ وقت تک تو کسی سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔۔

آخر وشمہ بولنے کے کچھ قابل ہوئی۔۔

سوہنی تم شادی شدہ ہو۔۔

ہاں! میرا نکاح ہو چکا ہے اور رخصتی ماسٹرز کمپلیٹ ہونے کے بعد ہو گی۔۔

اس نے سکون سے جواب دیا اور اپنے ایئر رنگز اتارنے لگی۔۔

لیکن کبھی تم نے بتایا نہیں۔

صدف نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

پہلے کبھی ایسا کوئی سچویشن بھی تو نہیں بنی نہ ہی بتانے کی ضرورت پیش آئی۔۔

وہ ازلی سکون سے ایک بار پھر جواب دینے لگی۔۔

سلجوق کو کیسے پتہ چلا کہ تم ہاسٹل آگئی ہو۔؟

وشمہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔

کیوں کہ سلجوق نے ہی تو مجھے ہاسٹل ڈراپ کیا تھا۔

وہ تحمل سے بتا کر وشمہ کو گہری سوچ میں چھوڑ کر اٹھ گئی اور اپنے کمرے میں آکر میک اپ صاف کرنے لگی۔۔

ایک بار پھر حاکم کو سوچ کر وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔

اس کے چہرے پر آج حقیقی خوشی کے رنگ چھلک رہے تھے۔۔

اور قسمت دور کھڑی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔

حاکم تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا اسے جلد سے جلد گوٹھ پہنچا تھا۔۔

آج سوہنی سے کافی ٹائم بعد مل کر وہ خوش بھی تھا۔۔

سوہنی کے لیے اس کے دل میں محبت دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی۔۔

یہ احساس ہی سرشار کن تھا وہ اس کی ہے اس پر صرف اور صرف اسی کا حق ہے۔۔

وہ دل میں ارادہ کر چکا تھا جلد بابا سائیں سے بات کر کے شادی کی تاریخ لینے بھیجے گا۔۔

کیوں کہ اب سوہنی سے دور نہیں رہ سکتا تھا وہ۔

اپنی سوچوں اور خیالوں میں مست وہ اب گوٹھ کے قریب پہنچ گیا تھا۔۔۔

سڑک پر اس وقت کوئی ٹریفک نہیں تھی کہ اچانک مخالف سمت سے آتا ایک ٹرک اسے دکھائی دیا۔۔

گوٹھ کے نزدیک کسی ٹرک کا ہونا عجیب بات تھی۔۔

لیکن شاید راستہ بھٹک کر اس طرف آ گیا ہے۔۔

حاکم نے یہ سوچ کر اپنے دل کو مطمئن کیا لیکن ٹرک کو مسلسل اپنے پیچھے آتا دیکھ کر اسے کچھ خطرے کا احساس ہو گیا جیسے یہ ٹرک اسے ہی فالو کر رہا ہو۔

اس نے ایک ہاتھ سے ڈرائیو تیز کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اپنا پسٹل نکال کر اسے چیک کیا۔۔

یہ چھوٹا پسٹل اکثر وہ اپنے پاس رکھتا تھا جب بھی کہیں سفر پہ جاتا تھا۔۔

گاڑی اب پل پر سے جا رہی تھی جہاں سے نیچے دریا بہ رہا تھا۔۔۔

حاکم نے دیکھا وہ ٹرک اب اس کے پیچھے نہیں تھا۔

اس لئے مطمئن ہو کر پھر سے دلجمعی سے ڈرائیو کرنے لگا اور اپنا فوکس سامنے پل پر رکھا۔۔

اچانک وہی ٹرک سامنے سے آتا ہوا نظر آیا اور اس مرتبہ تیزی سے آگے بڑھ کر حاکم کو بنا سنبھلنے کا موقع دیے اس کی جیپ کو ہٹ کیا۔۔

اچانک ٹکراؤ سے حاکم بوکھلا گیا تھا اس سے جیپ کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی۔۔

جیپ لڑھکتی ہوئی پل سے نیچے گر گئی۔۔

لیکن دریامیں گرنے کے بجائے اس کے کنارے پر تھی۔۔

اونچائی سے گرنے کی وجہ سے فضامیں حاکم کی ایک دلخراش چیخ گونجی اور پھر خاموشی چھاگئی تھی۔۔

" موت جیسی گہری خاموشی "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بستر پہ لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی اس کا دل بے چین سا ہو رہا تھا۔

ذہن اور سوچیں بار بار بھٹک کر حاکم کی طرف چلی جاتیں۔۔

کئی بار موبائل کی جانب بڑھتے ہاتھ تھم جاتے اور یہ سوچ کر دل کو تسلی دینے لگتی کہ گھر پہنچ کر وہ خود ہی اسے اپنی خیریت بتادے گا۔۔

اسی طرح کروٹیں بدلتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔

فجر کے قریب بجتے موبائل نے اس کی گہری نیند میں خلل ڈالا۔۔

اس نے سائیڈ پر پڑا موبائل کان سے لگایا جس پر بابا سائیں کا نمبر دیکھ کر وہ پہلے ہی چونک گئی تھی۔۔

لیکن موبائل کان سے لگاتے ہی باباسائیں نے نم آواز میں اسے جو خبر سنائی,, اسے سنتے ہی موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا۔

اسے ایسا محسوس ہوا اس کمرے کی چھت تو بہت معمولی سی شئے ہے یہ پورا آسمان ہی۔ اس پر گر گیا ہے۔۔

محبت کرنے والے شوہر کو موت اپنے شکنجے میں جکڑ کر راتوں رات ہی لے گئی تھی --

گزری رات کو سوچ کر وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اور دھاڑیں مار کر رونے لگی۔۔

اونچائی سے جیپ کے ساتھ گرنے کی وجہ سے حاکم موقع پر ہی زندگی کی بازی۔ہار گیا تھا۔۔

اس کا جسم لہولہان اور ہڈیاں کئی جگہ سے ٹوٹ چکی تھیں۔۔

موت کا بے رحم پرندہ بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیے اپنے ساتھ لے اڑا تھا۔۔

دریا کے کنارے آباد گاؤں کے لوگ کچھ دیر بعد ہی وہاں جمع ہو چکے تھے۔۔

سب لوگ افضل سومرو کے جوان بیٹے کی موت پر افسوس کا اظہار کر رہے تھے۔۔

جیپ کی حالت اور پل کی اونچائی دیکھ کر یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں جیپ آؤٹ آف کنٹرول ہونے کی وجہ سے پل کی دیواروں سے ٹکرا کر نیچے گر گئی تھی۔۔

حاکم کی باڈی کو ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پٹیوں اور ٹانکوں سے اس کے جسم کے ٹوٹے حصے جوڑ کر صبح صادق کے وقت گھر بھیج دیا گیا تھا۔۔

افضل سومرو کی حویلی میں صفِ ماتم بچھ گیا حاکم کی ماں جوان بیٹے کی موت کا صدمہ نہ برداشت کر سکی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبھی بے ہوشی ہو جاتی تھی اور جب ہوش میں آتی چیخ چیخ کر بیٹے کو پکارنے لگتی۔

جو اب ان سے بہت دور موت کی چادر اوڑھے سو رہا تھا۔۔

وہ جب حویلی پہنچی تو حاکم کو غسل دے کر کفن میں لپیٹا جا چکا تھا ۔۔

سب اس کی مسہری کے ساتھ لگے رو رہے تھے۔۔

کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی نزدیک آئی اور حاکم کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس نے

قرب سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔

یہ وہ حاکم نہیں تھا جو گزری رات اسے محبت لٹاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کتنا ہشاش

بشاش اور خوش تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تو کوئی اور ہی تھا جس کے چہرے پہ جابجا زخموں کے نشان اور سارا وجود پٹیوں میں جکڑا تھا۔۔

یہ وہ حاکم بھی نہیں تھا جو اسے دیکھنے سے تھکتا نہیں تھا اور یہ تو منہ موڑے دنیا ہی چھوڑ گیا تھا۔۔

کبھی وہ سوچتی تھی حاکم اس سے دور چلا جائے لیکن نکاح کے بعد وہ بہت خوش تھی حاکم کی سنگت میں اس کی محبت کے ساتھ۔۔

مگر قسمت اس کے ساتھ ایسا کھیل کھیلے گی؟

یہ اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔

اس کی خوشیوں کی عمر کتنی مختصر تھی یہ سب سوچ کر اسے اپنے دل میں درد اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

آنسو لڑیوں کی صورت تواتر سے اس کے رخساروں پر بہ رہے تھے اور وہ وہیں دیوار کے سہارے بیٹھتی چلی گئی۔۔

اس سے زیادہ اس میں ہمت نہیں تھی اپنے مجازی خدا کو دیکھنے کی وہ خاموش آنسو بہاتی

سب کچھ دیکھتی رہی۔۔

جنازہ کے وقت سب عورتیں روتی ہوئی ایک طرف ہو گئیں اماں اسے بھی اپنے ساتھ لے گئیں۔۔

وہاں موجود سبھی عورتیں حاکم۔ کی جوان موت پر اظہار افسوس کے ساتھ سوہنی کے لیے بھی افسردہ تھیں۔۔

زلیخا الگ اپنی بیٹی کی اجڑی حالت دیکھ کر رو رہی تھی جس کا گھر آباد ہونے سے پہلے ہی اجڑ چکا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

حاکم کی موت کے ہفتہ بعد زلیخا کو وہیں چھوڑ کر باقی سب واپس آ گئے تھے۔۔

زلیخا فلحال اپنے ادا کے پاس رہ کر ان کا غم بانٹنا چاہتی تھی اور حاکم۔ کی ماں بھی بیٹے کی موت کے صدمے میں بستر پہ پڑی تھی۔۔

سوہنی کی حالت بھی کچھ مختلف نہیں تھی اسے چپ لگ گئی تھی وہ سارا وقت اپنے کمرے میں بند رہتی۔۔

کسی سے بھی بات نہیں کرتی اور اس سب سے اگر کوئی خوش تھا وہ صرف گلنار تھی جسے یہ سوچ کر سکون مل رہا تھا کہ سوہنی اب خوش نہیں رہ سکے گی۔۔

حشمت علی بیٹی کی حالت دیکھ کر الگ پریشان تھے ان سے اکلوتی اور لاڈلی بیٹی کا دکھ نہیں دیکھا جاتا تھا آخر کچھ سوچ کر انہوں نے خود سوہنی سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔۔

وہ اپنے ڈیرے پہ بیٹھے آج ہی سوہنی سے بات کرنے کا سوچ رہے تھے جب انہیں اپنا خاص اور وفادار ملازم منٹھار آتا دکھائی دیا۔۔

قریب آکر منٹھار ادب سے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا اور اپنے وڈیرہ سائیں کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔۔

حشمت علی کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے منٹھار کی طرف دیکھنے لگے۔۔

منٹھار حاکم کی موت بظاہر تو ایک حادثاتی موت لگتی ہے لیکن میرا دل اس بات کو نہیں مان۔رہا۔۔

کیوں کہ ان راستوں پر وہ بچپن سے گاڑیوں کی ریس کرتا تھااوراسے یہ راستے زبانی یاد تھے۔

حشمت علی اپنی الجھن منتھار کو بتانے لگے جو ادب سے ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہے لیکن اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ حشمت علی کو بہت کچھ سمجھا رہے تھے ۔

وڈیرہ سائیں میں کیا کہہ سکتا ہوں؟؟

اگر آپ کو شک ہے وڈیرہ حاکم۔سائیں کو کسی نے قتل کروایا ہو تو خفیہ طور تفتیش کروالیتے ہیں کسی پولیس افسر سے ,,

منتھار اپنے وڈیرہ سائیں سے نظریں ملائے بنا صلاح دے رہا تھا جس سے حشمت علی بھی کچھ کچھ متفق نظر آرہے تھے۔۔

وہ سب ٹھیک ہے یہ مجھے بھی لگتا ہے کہ جیسے حاکم۔کا قتل کیا گیا ہے لیکن اپنے زرائع سے میں نے جہاں تک ہو سکا پتہ کروالیا ہے حاکم کی کسی سے بھی کوئی دشمنی نہیں تھی ۔۔

حشمت علی کی تفصیلی بات سن کر منتھار کچھ گھبراہٹ کا شکار ہو گیا اور کچھ سوچ کر

پھر سے بولا۔۔

سائیں ضروری نہیں کہ باہر کا ہی کوئی دشمن ہو۔

دشمن کوئی گھر کا فرد بھی ہو سکتا ہے۔۔

یہ سب کہتے منٹھار کی آواز میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔۔

حشمت علی۔ بھی اس کی بات پر چونکے بنا نہ رہ سکے۔۔

کیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Interviews

کوئی گھر کا فرد لیکن ایسا کون ہو سکتا ہے۔؟

حشمت علی دھیمے مگر سخت لہجے۔ میں پوچھنے لگے۔۔

اس سے پہلے منٹھار کوئی جواب دیتا سامنے سے سکندر علی آتا دکھائی دیا۔۔

جس کو دیکھ کر منٹھار واضح طور پر کپکپانے لگا تھا اس کی یہ حالت حشمت علی سے چھپی نہیں رہی اور وہ بھی دل میں بے ساختہ اپنے شک کا یقین میں نہ بدلنے کی دعا کر بیٹھے۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ اور میں بعد میں پھر تم سے تفصیلی بات کروں گا۔۔

سکندر علی کے نزدیک آنے پر حشمت علی نے منٹھار کو وہاں سے بھیجنے میں عافیت جانی۔۔

جس کی چال میں بھی لڑکھڑاہٹ تھی۔۔

وہ ڈیرے کا بیرونی دروازہ عبور کر گیا جبکہ سکندر سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھ چکا تھا ۔۔

حشمت علی نے مسکرا کر اپنے چھوٹے بھائی کی طرف دیکھا جبکہ ان کے دل میں کئی خدشات جنم لے رہے تھے۔۔

جنہیں وہ فلحال نظر انداز کرتے پوری طرح سے سکندر علی کی طرف متوجہ ہوئے۔

سکندر علی بھی حشمت علی کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔۔

سکندر کا بدلا بدلا روپ حشمت علی کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

لیکن وہ اپنے چھوٹے بھائی سے بدگمان نہیں ہونا چاہتے تھے جسے انہوں نے والدین کی

وفات کے بعد ماں اور باپ دونوں بن کر پالا تھا۔۔

کیسے ہو سکندر؟؟آج میرے ڈیرے پہ کیسے آنا ہوا۔۔

حشمت علی۔۔نے پاس پڑا سگریٹ اٹھا کر سلگاتے ہوئے پوچھا۔۔

بہت دن ہو گئے تھے ادا آپ سے اکیلے میں ملاقات کیے۔۔

سکندر علی نے بھی اب سگریٹ اٹھالیا تھا۔۔

وہ دونوں بھائی اکثر اکیلے میں بیٹھ کر اکٹھے سگریٹ کے کش بھرتے تھے۔۔

ہاں حاکم کی موت نے میرے اعصاب بالکل مفلوج کر دیے تھے اسی لیے کافی دن نہیں آسکا۔۔

حشمت علی نے کش بھر کر دھواں ہوا میں اڑایا۔۔

جبکہ سکندر نے اب تک اپنی سگریٹ سلگائی نہیں تھی۔۔

خیر تم بتاؤ کیوں ملنا چاہتے تھے۔۔

کچھ معمولات پر باتیں کرنی تھیں آپ سے ادا۔۔

سکندر اپنی نظریں بیرونی راستے پر مرکوز کرتے ہوئے کہا۔۔

حشمت علی نے اپنا ہاتھ میں پکڑا اسگریٹ ایش ٹرے میں رکھا اور سکندر کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

سوہنی کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے ادا؟؟

سکندر نے چند لمحے سوچنے کے بعد اپنی بات کا آغاز کیا۔۔

سوہنی کے ذکر پر حشمت علی کی آنکھوں میں دکھ سا اتر آیا تھا۔۔

جسے سکندر علی نے واضح طور پر دیکھا۔۔

سوہنی چند دن میں سنبھل جائے گی تو پھر میں اسے شہر چھوڑ آؤں گا اس کی پڑھائی کا کافی حرج ہو گیا ہے۔۔

حشمت علی نے دھیمی۔آواز میں جواب دیا۔۔

ادا سوہنی اب بیوہ لڑکی ہے اس کی عدت بھی ہے اور اب وہ پڑھ لکھ کر کیا کرے گی؟

حشمت علی کے ارادے سن کر سکندر کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

کیامطلب ہے تمہارا؟؟

حشمت علی نے چونک کر سکندر کی طرف دیکھا۔۔

وہ اپنے بھائی سے اس حد تک کم۔ علمی کی امید نہیں رکھتے تھے۔۔

سوہنی حاکم کے نکاح میں ضرور تھی لیکن اس کے گھر میں نہیں اپنے باپ کے گھر تھی

اور اس کی رخصتی ہونا باقی تھی۔۔

اور ایسی صورت میں جب کہ اس کا شوہر مر گیا ہے تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے

کیوں کہ وہ منکوحہ تھی صرف حاکم کی۔۔

حشمت علی ٹھرے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں بول کر چند لمحے خاموش ہوئے۔۔

اور رہی بات اس کی تعلیم حاصل کرنے کی تو وہ ضرور پڑھے گی۔۔

کیوں کہ میری بیٹی ابھی بہت کم عمر ہے ۔ایسی عمر میں،، میں اس کو بیو گی کی چادر اوڑھا

کر اسے گھر بٹھادوں۔

تاکہ اس کا دکھ کم ہونے کے بجائے مزید بڑھے۔۔

نہ چاہتے ہوئے بھی حشمت علی۔کے لہجہ میں تلخی آگئی تھی۔۔

جسے سکندر باخوبی محسوس کر رہا تھا اور اسے سمجھ آگیا تھا کہ اس کے بھائی کو اس کی بات کتنی ناگوار لگی تھی۔۔

لیکن ادا گوٹھ والے کیا سوچیں گے؟؟

کہ وڈیرہ سائیں اپنی بیٹی کے معاملے میں انصاف بھول گیا۔۔

سکندر علی نے بہت شاطرانہ انداز میں پینترا بدل کر جواب دیا۔۔

گوٹھ والے اتنے عقل سے پیدل نہیں کہ کنواری لڑکی کے پڑھنے پر اعتراض کریں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حشمت علی کی بات کا مفہوم سمجھ کر سکندر اندر تک سلگ گیا تھا وہ جان گیا تھا عقل سے پیدل ہونے کا طعنہ کس کے لیے تھا۔۔

سوہنی میری بیٹی ہے میں اس کے لیے وہی فیصلہ کروں گا جو مجھے بہتر لگے گا۔۔

کیوں کہ مجھے گوٹھ کا وڈیرہ نہیں ایک باپ بن کر سوچنا ہے۔۔

حشمت علی اپنی بات مکمل کر کے ایک نظر لب بھینچ کر بیٹھے سکندر علی پر ڈال کر کھڑے ہو گئے اور بنا کوئی بات کیے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے چل دیے۔

پیچھے بیٹھے سکندر نے زور سے اپنا ہاتھ میز پر مارا۔۔

حشمت علی کسی طور بھی اس کے جال میں نہیں پھنس رہا تھا۔۔

یہی سوچ سوچ بھی اس کا خون غصے سے کھولنے لگا اور دماغ کی رگیں واضح ہو گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

وہ الجھے بال اور بکھرے ہوئے حلیے میں کھڑکی کے پاس کھڑی کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔

نظریں کسی غیر مرئی نقطے پہ مرکوز تھیں۔۔

ان کچھ دنوں میں وہ اتنا رو چکی۔ تھی کہ اب آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔۔

انہی خیالوں میں گم دروازے پر ہونے والی دستک سے وہ چونک کر اپنے خیال کی دنیا سے باہر آئی اور چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی دروازے تک آئی۔

دروازہ کھولنے سے پہلے اس نے اپنا حلیہ درست کر کے ڈوپٹہ ٹھیک کیا۔۔

دروازہ کھولنے پر باباسائیں کا پریشان چہرہ نظر آیا جو اس کے دیر سے دروازہ کھولنے پر فکر مند ہو گئے تھے۔۔

باباسائیں آپ۔؟

وہ جلدی سے راستے سے ہٹ کر انہیں اندر آنے کا راستہ دینے لگی۔۔

وہ بھی اس پر ایک خاموش نگاہ ڈالتے آگے بڑھ کر کمرے میں رکھے صوفے پر براجمان ہوئے۔۔

جبکہ وہ اب تک وہیں کھڑی ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

یہاں آؤ سوہنی اپنے باباکے پاس۔کمرے میں حشمت علی کی رعب دار آواز گونجی۔۔

سوہنی بھی سعادت مندی سے سر ہلاتی ان کے پاس آکر بیٹھی۔۔

سوہنی تم جانتی ہو نا تمہارے آنسو تمہارے باباسائیں کو کتنی تکلیف دیتے ہیں۔۔ اندر تک گھائل کر دیتے ہیں۔۔

حشمت علی نے کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔

جبکہ سوہن نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو جلدی سے اپنی ہتھیلی سے رگڑ کر صاف کیا اور مسکرا کر اپنے بابا کو دیکھا۔۔

وہ جانتی تھی اس کے بابا اس کی آنکھ میں آیا ایک آنسو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

نہیں بابا میں بالکل ٹھیک ہوں اور رو بھی نہیں رہی اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی جبکہ اس کی آنکھیں اس کے چہرے پہ مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہنہ۔۔ حشمت علی نے ہنکار بھرتے ہوئے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائیں۔۔

اگر ٹھیک ہو تو پھر سے اپنی پڑھائی کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتی تم؟؟

سوہنی نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور خاموشی رہی۔۔

دیکھو سوہنی زندگی نام ہی سمجھوتے کا ہے۔۔

مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا بلکہ ان کی یاد کے سہارے جیا جاتا ہے اور خود کو اس دکھ سے نکالا جاتا ہے۔۔

آپ کی بات ٹھیک ہے باباسائیں میں اس سب سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔

اس کے لہجے میں ایک بار پھر نمی گھل گئی تھی۔۔

لیکن اتنی جلدی شہر۔نہیں جانا چاہتی۔۔

میری ایک بات یار رکھنا سوہنی۔۔"ہمارا رب اگر ہماری قیمتی چیز ہم سے لے لیتا ہے

تو اس سے بھی زیادہ بہتر لوٹا دیتا ہے۔۔

بہت جلد تمہیں بھی تمہارے نصیب کی ساری خوشیاں پھر سے لوٹائی جائیں گی۔۔

حشمت علی دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہے تھے تاکہ وہ اپنا غم کم۔کر کے آگے بڑھ سکے

۔۔

لیکن اس کے لیے تمہیں خود کو سنبھال کر آگے بڑھنا ہوگا اور اپنی خوشیوں کو تلاش

کرنا ہے۔۔

وہ اپنے باباسائیں کی ایک ایک بات خاموشی سے سن رہی تھی ۔

اور سوچنے پر مجبور تھی اس کی خوشی اسے ملنے کے بعد چند مہینوں میں ہی چھن گئی۔۔

کیا اب وہ پھر کبھی خوش رہ سکے گی؟؟؟

تم شہر جا کر اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گی تو تمہارا دیہان بٹ جائے گا اور مجھے امید ہے میری بیٹی بہت بہادر ہے وہ جلد سنبھل جائے گی۔۔

حشمت علی نے اس کے سر ہولے سے تھپتھپاتے ہوئے آخری بات بہت مان سے کہی۔۔

چند لمحے سوہنی نے سوچنے کے بعد نم آنکھوں سے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا۔۔

بابا میں جلد واپس جاؤں گی اور خود کو بہادر ثابت کروں گی۔۔

کبھی بھی آپ کو دکھی نہیں دیکھ سکتی۔۔

حشمت علی بھی اپنی بیٹی کو دیکھ کر مسکرائے اور دل میں اس کی خوشیوں کے لیے دعا کی۔۔

سوہنی بھی کچھ پر سکون ہو گئی تھی۔۔

اسے بھی پھر سے پڑھائی کرنا اور خود کو مصروف رکھنا بہتر اوپشن لگا۔۔

اگلے کچھ دن بعد اماں واپس آ گئیں تو سوہنی نے شہر جانے کی رضامندی دے دی۔۔

صبح سویرے ایک بار پھر سے وہ بڑی سی چادر اوڑھے سب سے مل کر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔

اس نے اداس نگاہوں سے گاڑی میں بیٹھے گوٹھ کے ان راستوں کو دیکھا جہاں اس کے حاکم کے بچپن کی کئی یادیں بکھری پڑی تھیں۔۔

آنسو ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے چھلک جانے کو بے تاب تھے جنہیں اس نے سختی سے رگڑ کہ صاف کیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی میں گھمبیر خاموشی چھائی تھی۔

فرنٹ سیٹ پر منٹھار جبکہ پسینجر سیٹ پر وہ اور باباسائیں بیٹھے تھے۔۔

گاڑی ہاسٹل کے سامنے رکی تھی۔۔

گاڑی سے اتر کر وہ باباسائیں کے ساتھ آفس میں گئی۔۔

جہاں میڈیم سفینہ پہلے سے ان کی منتظر تھی۔۔

حشمت علی نے پہلے ہی انہیں انفارم کر دیا تھا۔

وشمہ صدف اور مومنہ کو جب اس کے ہاسٹل آنے کی اطلاع ملی وہ سب اسے ملنے کو بے چین ہو گئیں۔۔

جاتے دن بھی سوہنی انہیں کچھ بھی بتائے بنا خاموشی سے چلی گئی اور انہیں اطلاع بعد میں ہاسٹل کی وارڈن سے ملی۔۔

پھر اتنے دن واپس نہ آنے اور کوئی رابطہ نہ رکھنے سے وہ یہی سمجھیں شاید اب وہ کبھی نہیں آئے گی۔۔

لیکن آج آنے کا سن کر جلدی سے لپک کر دروازے پر کھڑی ہو گئیں۔۔

میڈیم سفینہ سے بات کر کے حشمت علی آفس سے نکلے سوہنی بھی سر جھکائے ان کے ساتھ آئی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔

حشمت علی نے دل سے لگا کر اس کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور ہاسٹل سے نکل گئے۔

کیوں کہ وہ جانتے تھے جتنا سوہنی کو حوصلہ دینگے وہ اتنی کمزور پڑے گی جبکہ وہ اپنی بیٹی

کو بہادر بنانا چاہتے تھے۔۔

جسے مشکل حالات کا سامنا کرنا آتا ہو۔۔

وہ جب بابا سائیں سے مل کر اپنے کمرے میں جانے کے لگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

اسے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر ہی وشمہ اور باقی دونوں بھی ٹہلتی نظر آئیں

۔۔

اس کو آتا دیکھ کر وشمہ دوڑ کر اس کے پاس آئی اور فوراً گلے ملی۔۔

سوہنی کیسی ہو تم؟؟

بتایا بھی نہیں جاتے وقت؟

وہ اس کے گلے لگی شکوے کر رہی تھی۔۔

جبکہ سوہنی اس کے اس قدر نرم رویے اور اپنے لیے فکر دیکھ کر پگھلنے لگی۔۔

اسے یہ بات آج سچ لگی کہ "اچھے دوست خدا کا بہترین تحفہ ہوتے ہیں"۔۔

وہ چپ چاپ وشمہ کے کندھے سے لگی آنسو بہانے لگی مومنہ اور صدف بھی آگے بڑھ کر اس سے پیار سے ملیں اور اسے اپنے کمرے میں لے آئیں۔۔

کمرے میں لا کر صدف نے اسے پانی پلایا جبکہ وشمہ اور مومنہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔۔

کیسے ہوا یہ سب سوہنی؟؟

مومنہ اس کا ہاتھ تھام کر ہولے سے بولنے لگی۔۔

وشمہ اسے آنکھوں سے چپ رہنے اور کچھ نہ پوچھنے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔

وہ چلا گیا وشمہ مومنہ میں اکیلی رہ گئی ہوں۔۔

سوہنی اب زار و قطار رونے لگ گئی۔۔

اتنے دن کی خاموشی آج توڑ دی اس نے اور اپنی دوستوں کے سامنے اپنے دل کا بوجھ کم کرنے لگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی کا دکھ اور حالت دیکھ کر ان سب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔

صبر کرو تم سوہنی انسان کی موت پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

صدف اس کے قریب آ کر اسے سمجھانے لگی۔۔

جبکہ سوہنی کے دل کا بوجھ بھی کچھ کم ہو گیا تھا۔۔

انہوں نے اسے رونے سے نہیں روکا۔

وشمہ نے اسے زبردستی کھانا کھلا کر نیند کی ٹیبلٹ دی اور خود بھی اسی کے کمرے میں بیٹھ کر کتاب پڑھنے لگی۔۔

گاڑی کراچی کی سڑکوں پر رواں دواں تھی۔

گاڑی میں بیٹھے وڈیرہ حشمت علی کی پر سوچ نظریں منٹھار پر مرکوز تھیں۔۔

جو آگے پسینجر سیٹ پر بیٹھا تھا۔وڈیرہ حشمت علی کے ذہن میں بہت سے سوالات مچل رہے تھے جنہیں فلحال انہوں نے جھٹک کر نظروں کازاویہ بدلااور سامنے نظر آتے مشہور ریستوران کی عمارت کو دیکھاجہاں ان کی کسی سے ملاقات تہہ تھی۔۔

گاڑی سے اتر کر وہ اپنی بارعب شخصیت کا سحر بکھیرتے ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے

۔

سنان آفریدی پہلے سے ان کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حشمت علی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ بھی ان کی طرف بڑھااور گرمجوشی سے مصافحہ کرنے کے بعد ان کے لیے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

حشمت علی چہرے پہ نرم مسکراہٹ کاتاثر لیے براجمان ہو چکے تھے۔۔

سنان ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

کہو برخوردار یہاں ملاقات کرنے کا کیا مقصد ہے؟

وڈیرہ حشمت علی نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اس ملاقات کا مقصد صرف اور صرف آپ کا ششکریہ ادا کرنا تھا اور چند دوسرے معاملات پر گفتگو بھی کر لیں گے۔۔

سنان نے مسکراتے ہوئے رسانیت سے جواب دیا۔

شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں میں نے صرف آپ کے نیک کام میں حصہ ڈال کر اپنے لوگوں کی بھلائی کا سوچا ہے۔

حشمت علی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ آپ واقعی سچے اور نیک انسان ہیں جنہوں نے ہمارے ایک بار کہنے پر ہی ہاسپٹل کے لیے جگہ دی۔

سنان بھی سنجیدگی سے جواب دے رہا تھا جب اسے سلجوق آتا دکھائی دیا۔۔

قریب آکر سلجوق نے سنان کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے سنان نے محبت سے تھام لیا۔

بھائی آپ نے بلایا مجھے ؟

سلجوق نے چہرے پہ الجھن بھرا تاثر سجائے دریافت کیا۔

ہاں ! ان سے ملو یہ ہیں وڈیرہ حشمت علی جن کا کچھ دن پہلے میں نے تم سے ذکر کیا تھا

--

سنان نے خاموش بیٹھے حشمت علی کی طرف توجہ دلائی۔

اوہ۔! سلجوق نے بھی آگے بڑھ کر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا جسے حشمت علی نے مسکراتے ہوئے قبول کیا۔

آپ سے مل کر خوشی ہوئی وڈیرہ صاحب بہت زکر سنا ہے ان دنوں آپ کا بھائی سے۔

سلجوق نے بیٹھتے ہوئے خوش دلی کہا۔

سب اس پاک ذات کا کرم ہے ورنہ بندے کی اتنی اوقات کہاں۔ حشمت علی نے بھی عاجزانہ جواب دیا۔

یہ میرا چھوٹا بھائی ہے سلجوق آفریدی پڑھائی مکمل کر کے جلد ہاؤس جاب شروع کرنے والا ہے اور آپ کے علاقے میں بنائے گئے ہاسپٹل میں اپنی خدمات سرانجام دے گا۔

سنان نے محبت سے سلجوق کی طرف دیکھ کر تفصیلی تعارف دیا۔

جس پر حشمت علی نے سراہتی نظروں سے اسے جانچا جبکہ سلجوق نے مسکرانے پر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکتفاء کیا۔

میرے خیال ہے باقی باتیں بعد میں بھی ہوتی رہیں گی سب سے پہلے لنچ آرڈر کر دیا جائے۔

سنان نے موضوع گفتگو بدل کر حشمت علی کی طرف دیکھا۔

کھانے کے دوران ہاسپٹل کے تعمیراتی معاملات پر ڈسکشن کر لینگے۔

سنان اپنی بات مکمل کرنے کے بعد ویٹر کو سب کا آرڈر لکھوانے کا کہنے لگا۔

جبکہ سلجوق کی نظریں اب بھی حشمت علی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

جن کی گریس فل پر سنیلٹی میں کسی سے مشابہت واضح تھی لیکن اپنے دماغ کی سوچ سمجھ کر اس نے جھٹک دیا اور توجہ ویٹر کی طرف مبذول کی جو اس سے لنچ کے لیے آرڈر پوچھ رہا تھا۔

****

سوہنی گہری نیند سو رہی تھی وشمہ کی دی گئی ٹیبلٹ نے اپنا اثر دکھایا تھا۔

قریب بیٹھی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے وشمہ کی نظریں سوہنی کی طرف تھیں جبکہ کے سوچ کا محور کسی اور گرد گھوم رہا تھا۔

آخر کار کچھ سوچنے کے بعد اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور بنا آواز پیدا کیے کمرے سے نکل کر نیچے جانے والی سیڑھیوں پر بیٹھ کر سلجوق کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

مسلسل تین کالز کے بعد بھی جب کال پک نہیں کی گئی تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے والی تھی۔جب اس کا موبائل بجنے لگا جس پر سلجوق کی ہی کال تھی۔

کہاں تھے تم؟"کب سے کال پہ کال کر رہی ہوں"وشمہ نے موبائل کان سے لگاتے ہی تیز لہجے میں اسے لتاڑا۔

بس بھی کرو,,اتنا اونچا ہی بولنا تھا تو کال کیوں کی؟اپنے ہاسٹل میں بیٹھ کر بھی اگر پوچھ لیتی۔ویسے بھی مجھے یہاں تک آواز آرہی ہے۔

سلجوق نے شرارت سے موبائل کو کان سے تھوڑا دور ہٹاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔اڑالو تم میرا مذاق۔اب نہیں کرتی میں تمہیں کبھی بھی کال۔

وشمہ بھی اس کی بات کا برابر مناتے ہوئے دوبدو بولی۔

! ارے رے۔۔۔سنو تو

یار میٹنگ میں بیزی تھا۔ تمہیں بتایا تھا نا!"بھائی نے اندرون سندھ میں ہاسپٹل بنانے کے لیے بات کی تھی تو اسی سلسلے میں اس علاقے کے وڈیرہ جی سے آج ملاقات تھی۔

سلجوق نے "وڈیرہ جی" پہ زور دیتے ہوئے اپنی ساری مصروفیت تفصیل سے بتائی۔

کیوں کہ وہ اپنی مخلص دوست کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ہمم۔۔اچھا ٹھیک ہے۔

وشمہ نے اب بھی نروٹھے پن سے جواب دیا۔

اچھا بابا!"سوری نا"آئندہ سے خیال کروں گا۔

چلو اب موڈ ٹھیک کرو اور سناؤ اپنا حال۔احوال۔ سلجوق نے سرینڈر کرتے ہوئے لاچارگی سے پوچھا۔

الحمدللہ "میں ٹھیک ہوں "لیکن تم سے کچھ ضروری بات کرنا تھی۔وشمہ نے سنجیدہ ہوتے اصل بات کا آغاز کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں! کہو نا کیا بات کرنی ہے؟ سلجوق بھی سیریس ہو کر متوجہ ہوا۔

" سلجوق!" وہ سوہنی واپس آگئی ہے آج

اچھا! سلجوق کو یقین نہیں تھا اس کے واپس لوٹ آنے کا اس لئے چند لمحے کچھ بولا نہیں گیا اس سے۔

کیسی ہے وہ؟؟ اس کی خیریت جاننے کے لیے دل نا جانے کب سے تڑپ رہا تھا۔

ٹھیک نہیں ہے۔اس کے ہسبینڈ کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔اس وجہ سے وہ بہت اپ سیٹ ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وشمہ۔کی بات سن کر سلجوق کی نگاہوں میں ایک مہینے پہلے والا منظر آگیا۔

جب حاکم نے محبت سے سوہنی کو اپنے قریب کیا تھا اور سوہنی بھی کس قدر خوش اور مطمئن تھی۔

وہ بھی محبت کی دوری کے درد سے گزر رہا تھا اور سوہنی کے درد کو بھی محسوس کر سکتا تھا

۔

جب کافی دیر خاموش رہنے کے بعد بھی سلجوق کچھ نہ بولا تو وشمہ خود ہی بول اٹھی۔

وہ بہت بکھر چکی ہے اور یہی وقت ہے۔" تم چاہو تو اسے اپنی محبت کا یقین دلوا کر سمیٹ سکتے ہو۔

وشمہ۔افسردہ لہجے میں اسے سمجھانے لگی۔

جبکہ سلجوق کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے سوہنی سے بات کرے گا۔

مجھے اس سے ملنا ہے۔

کافی دیر سوچنے کے بعد وہ بولا تھا۔

فلحال تو نہیں کچھ دن بعد یونیورسٹی آکر مل لینا۔

وشمہ نے سوہنی کی۔ خراب حالت کو دیکھتے ہوئے فلحال سلجوق سے ملانا مناسب نہیں سمجھا۔

نہیں یونیورسٹی میں نہیں۔ کہیں باہر ملیں گے۔

سلجوق نہیں چاہتا تھا یونیورسٹی میں کوئی بھی بلاوجہ کا تماشہ بنالے۔

ٹھیک ہے! پھر اس سنڈے کو کہیں باہر ملتے ہیں۔

وشمہ نے سوچ کر پروگرام ڈن کیا۔اوراب میں فون رکھتی ہوں پھر بات ہوگی۔

اللہ۔حافظ کہ کر وشمہ اپنے کمرے چلی۔گئی۔

جبکہ سلجوق اب بھی موبائل ہاتھ میں پکڑے حاکم۔کی اچانک حادثاتی موت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

تاہم۔اس نے سارے خیال دماغ سے جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کی۔اور گھر کی جانب موڑ لی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

سوہنی جب سو کر جاگی تو کافی بہتر محسوس کر رہی تھی اس کا بخار بھی کچھ کم۔ہو گیا تھا۔

اس نے ٹائم دیکھا عصر کی نماز کا وقت تھا۔

جلدی سے واشروم چلی گئی۔

وضو کرکے باہر نکل کر اس نے ڈوپٹہ نماز کے انداز میں اوڑھا اور نماز پڑھنے لگی۔

وشمہ سوہنی کودیکھنے کمرے میں آئی جو پوری توجہ سے نماز پڑھ رہی تھی۔اس کی طبیعت بھی کافی بہتر لگ رہی تھی۔

اس کی نماز ختم ہونے کاانتظار کرتی وشمہ وہیں بیٹھ گئی۔

سلآم پھیر کر سوہنی نے ایک نظر مسکرا کر اسے دیکھااور دعامانگنے لگی۔

وشمہ غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو بہت شفاف اور پر نور تھا۔

اس کا چہرہ اس بات کا گواہ تھا کہ اس کادل اور بھی اتنے ہی شفاف ہیں۔

دعامانگ کر اس نے جائینماز تہہ کر کے سائیڈ پہ رکھااور وشمہ کی طرف بڑھی۔

وشمہ !کیاکوئی پریشانی ہیں؟کب سے مجھے گھورے جارہی ہو تم؟

سوہنی نے فکر مند لجہ میں پوچھا۔

ن نہیں نہیں۔پریشانی کوئی نہیں ہے۔میں بس دیکھ رہی تھی تمہاری طبیعت کچھ بہتر لگ رہی ہے۔

وشمہ نے گڑبڑا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں ! میں ٹھیک ہوں اور تمہارے بہت شکریہ۔

سوہنی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اففف ! لڑکی۔جب تم شکریہ ادا کرتی ہو تو مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔

وشمہ نے ناراضگی سے کہا۔اور منہ پھیر لیا۔

سوہنی جلدی سے اٹھ کر اس کی سائیڈ آئی اور اس کے ہاتھ تھامنے لگی۔

اچھانا! معاف کردو آخری مرتب وہ معصومیت سے اسے کہنے لگی۔

وشمہ نے بھی اسے مذید تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

ٹھیک ہے معاف کیا لیکن آخری بار۔۔اب تم یہ بتاؤ یونیورسٹی کب سے جاؤ گی۔

کچھ دن بعد سوہنی نے اداسی سے کہا۔

نہیں سوہنی۔کل تم لازمی جاؤ گی اس طرح اکیلے رہنے سے تم مذید بیمار پڑو گی۔

وشمہ نے۔اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

جس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہی۔

ٹھیک ہے۔میں کل۔آجاؤں گی تم پریشان نہ ہو میں ٹھیک ہوں۔

سوہنی نے وشمہ کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا کیوں کہ وہ جانتی تھی وشمہ اس کی تنہائی کا سوچ کر ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔

تو پھر ڈن ہو گیا تم آج اپنی تیاری کر لینا ہم ساتھ چلیں گے۔

سوہنی نے اثبات میں سر ہلایا۔

وشمہ۔اس کے گال تھپتھپا کر چلی گئی۔

جبکہ وہ اپنی لمحے میں بدل جانے والی زندگی کو سوچ کر ایک بار پھر اداس ہو گئی تھی۔

****

اگلے دن وہ مومنہ, صدف اور وشمہ کے ساتھ پوائینٹ سے یونیورسٹی گئی۔ڈرائیور کو کال کر کے اس نے منع کر دیا تھا۔

یونیورسٹی پہنچ کر رائمہ بھی اس سے ملی کسی نے بھی اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

کیوں کہ سب جانتی تھیں وہ اداس ہو جائے گی جو کو اس کے لیے ٹھیک نہیں تھا۔

اس نے اپنے سارے لیکچر اٹینڈ کیے اور گراؤنڈ میں آکر اپنی مخصوص جگہ پر درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئی۔

باقی سب بھی کلاس سے نکل کر اس کے پاس آگئیں۔ جو کتاب سامنے کھولے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

ہائے! کیا سوچ رہی ہو؟؟ رائمہ نے قریب آکر چٹکی بجائی جس سے سوہنی چونک کر اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی۔

کچھ نہیں امتحانات کے دن قریب آرہے ہیں اور میری تیاری بالکل بھی نہیں اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔

سوہنی نے فکریہ لہجے میں کہا۔

اس بارے میں زیادہ پریشان نہ ہو ہماری بھی کچھ تیاری نہیں لیکن خیر مل۔ کر ہو جائے گا کچھ نہ کچھ۔

رائمہ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہہ کر اسے تسلی دی۔

جس پر سوہنی صرف تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی کیوں کہ وہ جانتی تھی رائمہ پڑھائی کو زیادہ سیریس لینے والی بندی نہیں تھی۔

لیکن اسے اپنی فکر تھی اسی لیے ایک بار پھر سے کتاب میں سر کھپانے لگی۔

حشمت علی ڈیرے پہ بیٹھے منٹھار کا انتظار کر رہے تھے۔

کیونکہ آج صبح ہی سجاول اور سکندر علی شہر کسی کام سے جا چکے تھے۔اس لئے ان کی غیر موجودگی میں حشمت علی نے منٹھار۔سے بات کرنا مناسب سمجھا۔

چند لمحے بعد ہی منٹھار مودب انداز میں ان کے سامنے نظریں جھکائے کھڑا تھا۔

حشمت علی نے ہمیشہ کی طرح ایک سگریٹ سلگایا اور منٹھار کی طرف متوجہ ہوئے۔

کہو منٹھار! تمہیں کیوں لگتا ہے کہ "حاکم کی موت ایک حادثہ ہوا اور اس کے پیچھے کسی اپنے بہت قریبی کا ہاتھ ہے؟

حشمت علی نے کش بھرتے ہوئے نظریں ہنوز منٹھار پہ جمائے رکھتے ہوئے پوچھا۔

وڈیرہ سائیں مجھے ایسا لگا ہے لیکن اگر یہ سچ نہ ہوا تو آپ مجھے کوئی سزا نہیں دینگے۔

منٹھار نے تقریباً کپکپاتی آواز میں درخواست کی جس سے اس کے اندر کا خوف ظاہر ہو رہا تھا۔

تم فکر نہیں کرو ویسے بھی میں صرف اپنے شک کی تصدیق چاہتا ہوں لیکن اگر یہ سچ ثابت ہوا تو جس کا بھی اس کے پیچھے ہاتھ ہے اسے سخت سزا دونگا۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حشمت علی نے دھیمے مگر سخت لہجے میں کہا کیوں کہ وہ جانتے تھے حاکم۔ کو کوئی باہر کا بندہ اتنی آسانی سے نہیں مار سکتا تھا۔

سائیں حاکم سومرو کی موت سے چند ماہ قبل میں اور وڈیرہ سکندر علی کا خاص ملازم واجد شہر گئے تھے۔ وہاں وہ ایک ٹرک ڈرائیور سے ملا۔ معلوم نہیں ان کی درمیان کیا بات چیت ہوئی۔ کیوں کہ میں گاڑی میں بیٹھا تھا اور میرے بعد میں پوچھنے پر بھی واجد نے یہی بتایا سکندر سائیں کا کوئی معاملہ تہہ کرنا تھا۔

آدمی بات کہنے کے بعد منٹھار سانس لینے کو رکا اور حشمت علی کی طرف دیکھا جو بہت غور سے اس کی بات سن رہے تھے۔

اس سب سے یہ تو نہیں پتہ چلتا کہ حاکم کی موت کا تعلق سکندر علی سے ہے۔

حشمت علی نے بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

نہیں وڈیرہ سائیں! پھر جب چند روز بعد آپ نے سکندر علی سے فصلوں کا کل۔ حساب لینے کے لیے مجھے بھیجا تھا تو وہی ٹرک والا وہاں ملنے آیا تھا اور وڈیرہ سکندر علی نے اسے خفیہ طور پر بھاری رقم دی تھی۔ جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اگر وہ کسی معمولی کام سے آیا ہوتا تو اتنی بھاری رقم کیوں دیتے سکندر سائیں اس کو؟

منٹھار اپنی باتوں سے حشمت علی کو الجھن میں ڈال چکا تھا۔

ہمم۔ کیا تم نے کسی سے اس بات کا ذکر کیا ہے؟

حشمت علی نے کچھ سوچتے ہوئے اگلا سوال کیا۔۔

نہیں سائیں۔

وہ ایک لفظی جواب دے کر خاموش ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ مجھے اگر ضرورت پڑی تو بلوالوں گا۔

حشمت علی منٹھار کو جائے کا کہہ کر ایک اور سگریٹ سلگانے لگے۔

منٹھار وہیں کھڑا کچھ تذبذب کا شکار تھا۔

کیا ہوا منٹھار کیا کوئی پریشانی ہے؟

حشمت علی نے اسے وہیں کھڑا دیکھ کر پوچھا۔

وہ وڈیرہ سائیں چھوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن مجھے وڈیرہ سکندر سائیں پہ۔یقین ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ میں نے آپ کا نمک کھایا ہے میں غداری نہیں کر سکتا آپ سے۔

منٹھار۔ہاتھ جوڑ کر اپنی بات کہنے لگا۔

اور سکندر علی بغور اس کو دیکھتے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ ان کا سگا بھائی جس سے خون کا رشتہ تھا وہ ان سے غداری کر گیا اور ان کی اولاد کی خوشیاں کھا گیا۔

ٹھیک ہے منٹھار تم جاؤ میں کچھ کرتا ہوں۔

منٹھار اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حشمت علی نے اپنا پاس پڑا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

دوسری طرف سے فوراً کال اٹینڈ کر لی گئی تھی۔

ایک نمبر بھیج رہا ہوں اس کی مکمل تفصیلات چاہیئے ہیں لیکن کام جلد ہو۔

روسری طرف سے یقین دہانی ہو جانے کے بعد حشمت علی نے نمبر سینڈ کیا اور خود آنکھیں بند کر کے کرسی کے ساتھ سر ٹکا کر اس سب واقعے کے متعلق سوچنے لگے۔

ان کے دل میں اب بھی یہی امید تھی کہ اس سب کے پیچھے سکندر علی نہ ہو۔

****

سوہنی اس سنڈے ہم کہیں باہر چلیں گے۔

سوہنی نے چونک کر وشمہ کو دیکھا اور انداز ایسا تھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو "وشمہ پاگل ہو "

لیکن بولی کچھ نہیں اور چپ چاپ وشمہ کے مزید بولنے کا انتظار کرنے لگی۔

وہ دونوں اس وقت کینٹین میں بیٹھی تھیں۔

سوہنی ہم لازمی جائیں گے باہر نکلنے سے تمہیں اچھا محسوس ہو گا اور تم بہت انجوائے بھی کرو گی۔۔

وشمہ ایک بار پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے اسے باہر نکلنے کے فوائد بتانے لگی۔

لیکن مجھے نہیں کرنا انجوائے۔ تم جانتی ہو میں یہ سب پسند نہیں کرتی۔

سوہنی نے ہمیشہ کی طرح انکار کرتے ہوئے چڑ کر کہا۔

! میں نے بھی کہتے دیا اس مرتبہ تم ضرور جاؤ گی

وشمہ بھی تھوڑے غصے میں اسے گھور کر اپنی بات کہتی اٹھ گئی اور تیز تیز چلتی وہاں سے چلی گئی۔

وہ جانتی تھی اس کی ناراضگی کی۔ وجہ سے سوہنی ضرور مان جائے گی۔

پیچھے اکیلی بیٹھی سوہنی نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

اب ایک بار پھر اسے وشمہ کو منانے کے لیے منتیں ترلے کرنے پڑیں گے۔۔

وشمہ کیا تم ناراض ہو مجھ سے؟؟

سوہنی نے موبائل میں میسج ٹائپ کرتی وشمہ کو دیکھ کر دھیمے لہجے میں پوچھا۔۔

جس کا دیہان تو موبائل میں تھا لیکن چہرے پہ طاری سنجیدگی سے اس کے خراب موڈ کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔

تمہیں اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے؟؟ تم بس رہو اپنی ضد میں۔

جواباً اس نے منہ پھلا کر اپنی شدید ناراضگی کا اظہار کیا لیکن نظریں ہنوز موبائل پہ جمائے رکھیں۔۔

اس کی بات سن کر سوہنی کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھے گئی اسے نہیں سمجھ آ رہا تھا وہ اپنی دوستوں کو یہ بات کیسے سمجھائے کہ اسے اپنے گھر سے صرف ہاسٹل سے یونیورسٹی تک جانے کی اجازت تھی۔۔

دیکھو وشمہ تم میری اچھی دوست ہو اور تم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔۔

میرے خاندان میں بیٹیوں کو اتنی بے جا آزادی نہیں ملتی ہے لیکن میرے بابا سائیں کی سپورٹ کی وجہ سے میں اتنے دور شہر پڑھنے آسکی ہوں۔

ایسے میں اگر کسی نے مجھے یہاں اس طرح باہر گھومتے دیکھ لیا تو میرے لیے بھی مشکلات کھڑی ہوں گی اور میرے بابا کی وہ اعتماد بھی ٹوٹ جائے گا جو وہ مجھ پہ کرتے ہیں۔۔

سوہنی نے اس کے ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے اسے سمجھایا کیوں کہ وہ اپنے گھر والوں سے کوئی جھوٹ بولنا نہیں چاہتی تھی۔۔

تمہاری بات ٹھیک ہے سوہنی لیکن کیا صرف خاندان ہی۔بہت اہم ہے تمہارے لیے ہم دوستوں کی کوئی اہمیت نہیں تمہاری نظر میں؟

وشمہ بھی کچھ بہتر موڈ کے ساتھ جواب دینے لگی۔۔

پلیز سوہنی! صرف اس بار تم چلی۔جاؤ دیکھو ہم نے سارا پلین تمہارے لیے بنایا تھا تا کہ تم باہر نکلو اور کچھ اچھا چینج آئے تم میں بھی۔۔وشمہ اب باقاعدہ منتیں کرتے ہوئے

www.neweramagazine.com

اسے ماننے پر مجبور کرنے لگی۔۔

کچھ دیر سوہنی نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر ہار ماننے والے انداز میں ہاتھ اٹھادیے۔۔

ٹھیک ہے میں چلوں گی لیکن آخری بار اس نے بات مان کر وشمہ کی۔طرف وارننگ دیتے ہوئے انگلی سے اشارہ کیا۔۔۔

! تم بہت اچھی ہو سوہنی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھینکیو سو مچ۔۔وشمہ نے خوش ہوتے اسے گلے لگا کر گال پر بوسہ دیا اور اٹھ کر تیزی سے باہر کی جانب لپکی۔۔میں صدف اور مومنہ کو بھی انفارم کرلوں۔۔

اور ہاں سنو! کچھ یاد آنے پر وہ پھر پلٹی۔۔کوئی سمپل سا ڈریس پہننا بہت ہیوی نہیں ہو۔

کیوں کہ وہ جانتی تھی۔"سوہنی کو بھاری کام دار کپڑے, کانچ کی چوڑیاں اور زیورات بہت پسند تھے۔۔

سوہنی جو خاموش بیٹھی اس کی بات بہت غور سے سن رہی تھی۔

آخری بات سمجھ آنے پر اسے گھور کر مسکرانے لگی۔۔۔۔

سائیں کیا بات ہے, سب خیر تو ہے ؟؟

آج کل آپ بجھے بجھے سے کچھ پریشان سے لگتے ہیں۔۔

زلیخانے میر حشمت علی کے۔پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا جو کب سے چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے کسی گہری سوچ میں گم تھے۔۔

حشمت علی نے چونک کر اپنی بیوی کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ فکر مندی کے اثرات نمایاں تھے۔

نہیں۔۔ایسی تو کوئی بات نہیں۔میں ٹھیک ہوں۔بس سوہنی کی یاد آرہی ہے۔

حشمت علی نے پر سکون لہجے میں جواب دیا اور اپنی اندرونی کیفیت کو یکسر چھپا گئے۔۔

سائیں سوہنی مجھے بھی بہت یاد آتی ہے اتنے دور پڑھنے بھیجنے کا فیصلہ بھی تو آپ کا تھا

۔۔

زلیخا کی بات پر حشمت علی مسکرائے اور چائے کے کپ کو دیکھا جس میں چائے تقریباً ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔

اگر وہ پڑھنے نہیں جاتی تو شادی ہو کر چلی۔ جاتی۔ یاد تو ہمیں پھر بھی آنی۔ تھی۔۔

سوہنی کی شادی کا سن کر زلیخا کچھ اداس ہو گئی۔

ہنہہ۔۔شادی؟ نا جانے ہماری بیٹی کی قسمت میں کیا لکھا ہے؟؟

اس کا گھر آباد ہونے سے پہلے ہی اجڑ گیا ہے۔

زلیخا نے کچھ تلخی سے نم لہجے میں کہا۔۔

تم مایوس نہ ہو۔۔انشاءاللہ بہت جلد ہماری بیٹی کی گھر پھر سے آباد ہو گا۔۔

حشمت علی اپنی بیوی کو تسلی دیتے ہوئے پر امید لہجے میں بولے۔۔

لیکن وہ حاکم۔ کے ساتھ زیادہ خوش رہتی میر سائیں حاکم کے زکر پر حشمت علی بھی پریشان ہوئے اور زلیخا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔۔

ہاں! بیشک حاک بہت اچھا لڑکا تھا اور ہماری سوہنی کو چاہتا بھی تھا۔۔

حشمت علی کی آنکھوں میں بھی چند آنسو اتر آئے تھے۔۔

لیکن اللہ کی۔یہی رضا تھی۔۔۔حاکم کی زندگی اتنی ہی تھی۔۔

تم اداس نہیں ہو ہماری بیٹی کے نصیب کی خوشیاں بھی اسے ضرور ملیں گی۔۔

حشمت علی زلیخا کو تسلی دیتے ہوئے اپنے آنسو پونچھنے لگے۔۔

آپ کی چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے میں گرم چائے لاتی ہوں۔۔اتنا کہہ کر زلیخا کمرے سے چلی گئی۔پیچھے حشمت علی ایک بار پھر حاکم کے بارے میں سوچنے لگے جب ان کا موبائل بجنے لگا۔

نظر اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑے موبائل کو دیکھا جس پر منٹھار کا نمبر تھا انہوں نے فوراً کال پک کر کے موبائل کان سے لگایا۔۔

ہیلو!وڈیرہ سائیں سپیکر سے منٹھار کی پر جوش آواز ابھری۔۔

ہاں!کہو منٹھار؟؟کیا بنا میرے کام کا؟؟

حشمت علی پوری طرح متوجہ ہوئے۔

وڈیرہ سائیں!میں انسپیکٹر ندیم مراد کے گھر پر ہوں اور میر سکندر علی کے نمبر کی

تفصیلات نکلوالی گئی ہے۔۔

اس میں سے پچھلے دو مہینوں میں جتنے نمبروں پر بھی کال کی گئی تھی ان سب کی شناختی کارڈ کے ساتھ معلومات حاصل ہو گئی ہے۔۔

اور اس ٹرک ڈرائیور کی پہچان کر کے میں نے انسپیکٹر صاحب کو بتادیا ہے۔۔

منٹھار جلدی جلدی پرجوش لہجے میں بتارہا تھا جسے حشمت علی بہت دیہان سے سن رہے تھے۔۔

یہ تو تم نے بہت اچھا کیا منٹھار۔

اب ندیم مراد سے میری بات کرواؤ۔۔

جی سائیں! کریں بات,,منٹھار نے کہتے ساتھ ہی فوراً موبائل "انسپیکٹر ندیم مراد کی طرف بڑھادیا۔۔

جی وڈیرہ صاحب حکم کریں غلام حاضر ہے۔

ندیم مراد نے مخصوص انسپیکٹر والے چاپلوسی سے کہا۔۔

حکم۔ نہیں جناب۔ چھوٹی سی درخواست ہے۔۔

جس بندے کی شناخت منٹھارنے کی۔ہے اسے اٹھوا کر اپنے طریقے سے تفتیش کریں

۔

حشمت علی نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔۔

فکر نہ کریں وڈیرہ صاحب میں خود اس کے خلاف چارشیٹ کاٹوں گا اور اریسٹ وارنٹ بھی لے کر جاؤں گا۔۔

ندیم مراد نے غصے سے جھبڑے بھینچ کر کہا۔۔

نہیں نہیں ۔۔فلحال کوئی کارروائی نہیں کرنی آپ نے۔۔

اسے خفیہ طور پر اٹھوا کر سچ اگلوائیں۔۔

کیا پتہ سچ ہماری توقع کے خلاف ہو۔۔

حشمت علی نے کچھ سوچتے ہوئے ایف آئی آر درج کرنے سے منع کیا۔۔

ٹھیک ہے میر حشمت علی جو آپ کا حکم۔۔

انسپیکٹر فون بند کر چکا تھا اور حشمت علی ایک بار پھر اس سارے معاملے کو سوچنے لگے

۔

اگر واقعی سکندر نے حاکم کا قتل کیا ہے تو وہ اپنے بھائی کو سزا کیسے دینگے ؟؟

اے میرے رب میری مدد فرما تو ہی مجھے کوئی سیدھا راستہ دکھا۔۔

میں جو بھی فیصلہ کروں وہ انصاف پر ہو۔۔

حشمت علی دل۔ہی دل میں اپنے رب سے دعا کرنے لگے۔۔۔

اگلا دن اتوار کا تھا اور سوہنی دیر تک سونے کا ارادہ کیے سو رہی تھی۔۔

دروازے پر زوردار دستک سے اس کی گہری نیند میں خلل پڑا اس نے موندی آنکھوں کو بامشکل کھولتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔

جہاں 9 بج رہے تھے اور نظریں ایک بار پھر دروازے کی طرف گھمائیں جہاں اب دستک دینے والا دروازہ پیٹنے لگا تھا۔۔

وہ اپنا ڈوپٹہ سنبھال کر اٹھی اور بنا سلیپر کے دروازے تک گئی۔۔

اس نے بھی غصے میں زوردار طریقے سے ہی دروازہ کھولا تو وشمہ کھڑی تھی

وشمہ کی نظر جب سوہنی کے ساتھ اس کے حلیے پر بھی پڑی تو خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی اندر آئی۔۔

۔کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ سوہنی اب تک سو رہی تھی۔۔

سوہنی تم اب تک تیار نہیں ہوئی اس نے کچھ جھنجلاتے ہوئے سوہنی کو دیکھا۔۔

جو آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی لیکن اس کی بات سن کر فوراً نیند سے جاگی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وشمہ: ابھی تو صرف 9 بجے ہیں ہم۔اتنی صبح صبح کہاں جائیں گے؟؟

وہ اب کچھ حیرانی اور غصے سے تپے تپے لہجے میں پوچھنے لگی۔۔

9 بجے ہیں تو کیا ہوا؟؟

ہم آج پورا دن باہر گزاریں گے اور شام کو واپس لوٹیں گے۔۔

وشمہ۔نے انتہائی پر سکون لہجے میں ں بیڈ پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔۔

جبکہ اس کی بات پر سوہنی کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔۔

لیکن پھر بھی وشمہ اس نے پریشان ہوتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی جب وشمہ نے درمیان میں ہی اسے ٹوکا۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں, بس تم جلدی سے تیار ہو گیاآؤ صدف اور مومنہ بھی تیار ہو رہی ہیں۔۔

میں سلجوق کو کال کرتی ہوں وہ ہمیں لینے آئے۔۔

کیامطلب سلجوق کیوں آئے گا؟

سوہنی اپنے ہینگر کیے کپڑے لے کر واشروم جانے والی تھی لیکن وشمہ کی۔بات پر ٹھٹک کر رکی۔

سلجوق ہی ہمیں پک کرے گا۔ہم اسی کے ساتھ جارہاہے ہیں۔۔

وشمہ عام سے لہجے میں جواب دیتی اپنے موبائل پر نمبر ڈائیپ کرنے لگی۔۔

جبکہ سوہنی اب بھی پریشانی سے کھڑی سلجوق کے ساتھ ہوئی اپنی پہلی ملاقات کا سوچ رہی تھی۔۔

وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن جو بھی ہے دیکھا جائے گا وہ اپنے ذہن سے ہر قسم کے خیالات جھٹک کر چینج کرنے چل دی۔۔

❤❤❤❤❤❤

سلجوقی صحیح وقت پر پہنچ کر ہاسٹل کے باہر ان تینوں کا اپنی گاڑی میں انتظار کرنے لگا۔۔

رائمہ اور سلمان اپنی گاڑی میں پہلے ہی نکل چکے تھے۔

کچھ وقت کے بعد وہ چاروں ہاسٹل سے نکلتی نظر آئیں۔۔

سلجوق۔ کی بے چین نظریں سوہنی پر تھیں جو ہمیشہ کی طرح بڑی سندھی چادر میں خود کو اچھے سے ڈھانپے سب سے پیچھے تھی۔۔

سلجوق بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھے گیا۔ قریب آنے پر وشمہ نے ونڈو کھٹکھٹا کر اسے متوجہ کیا اور وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔

وشمہ مسکرا کر آنکھوں میں شرارت بھرا تاثر لیے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی اور صدف

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مومنہ سوہنی کے ساتھ پیچھے بیٹھیں۔۔

اتنی دیر کیوں لگا دی کب سے ویٹ کر رہا ہوں؟؟

سلجوق نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا؟؟

ہم نے کہاں دیر کی ہے؟؟ وہ تو سوہنی میڈم کی آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔۔

سدا کی منہ پھٹ مومنہ نے جھٹ سے سچ بول دیا۔۔

جس پر سلجوق کا ہلکا سا قہقہہ گونجا اور سوہنی نے شرمندگی سے مؤمنہ کو گھورا۔۔

نہیں نہیں۔ سوہنی اپنی سٹڈیز کو لے کر بہت حساس ہے۔

وہ رات دیر تک جاگ کر پڑھتی ہے اور آج اس کا دیر تک سونے کا ارادہ تھا جو کہ ہم نے اسے جگا کر بدل دیا۔۔

وشمہ نے شرمندگی اور غصے سے سرخ پڑتے سوہنی کے چہرے کو دیکھ کر جلدی سے وضاحت دی۔۔

جس پر سلجوق نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا۔

آج کا کیا پلین ہے پھر؟؟

پہلے ہم سلمان اور رائمہ کے ساتھ کسی اچھے ہوٹل میں ناشتہ کریں گے پھر تم ہمیں شاپنگ کرواؤ گے۔۔

سلجوق کے پوچھنے پر وشمہ اپنا پہلے سے ترتیب دیا لمبا چوڑا پلین بتانے لگی۔۔۔ جس سے سلجوق پہلے سے واقف تھا۔۔

اس نے ایک نظر پیچھے بیٹھی اپنی دشمن جاں پر بھی ڈالی جو ہر طرف سے لاتعلقی ظاہر کرتی خاموشی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤❤❤❤❤❤

گلنار۔اپنے کمرے سے نکل کر باہر جھانکنے لگی۔

دن کا وقت ہونے کی وجہ سے ہر طرف سناٹا تھا۔

حویلی کا بڑا سا برامدہ بھی خالی تھا اور تمام ملازمین اپنے اپنے گھروں میں جا چکے تھے۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی دبے پاؤں اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

کمرے میں داخل ہو کر اس کی نظر نماز پڑھتی زرتاج پر گئی اور خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ کر ماں کی نماز مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگی۔۔

زرتاج نے سلام پھیر کر گلنار کی طرف دیکھا جس کے چہرے کے بگڑے زاویوں سے اس کے خراب موڈ کا پتہ چل رہا تھا۔۔

ماں کو جائنماز تہہ کرتا دیکھ کر گلنار بھی اٹھ کر بیڈ پر آگئی جہاں اب زرتاج لیٹنے لگی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں؟؟

اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر پکارا۔۔

کیا ہوا میری دھی کیوں پریشان ہو؟؟

زرتاج نے لاڈ سے اس کے گالوں پر ہاتھ رکھا۔۔

اماں آج میری ساس سجاول سے کہہ رہی تھی کہ ہماری شادی کو ایک سال ہونے والا ہے اور اب تک میں نے حویلی کا کوئی وارث نہیں دیا۔

گلنار نے اپنا ڈوپٹہ انگلی پر لپیٹتے ہوئے پریشانی بتائی۔۔

یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو بس سجاول کو اپنے پیار محبت سے مٹھی میں رکھو باقی میں اور تمہارے بابا سائیں سنبھال لینگے۔۔

زرتاج بھی فکر مند ہوئی تھی لیکن کچھ سوچ کر گلنار کو تسلی دینے لگی۔۔

وارث کی جلدی اب انہیں بھی تھی کیوں کہ یہ ساری جائداد وہ اپنے اور اپنی بیٹی کے لیے ہی جمع کر رہے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤❤❤❤❤❤

دن بھر بہت سارا گھومنے کے بعد تھک کر وہ سب شام کے وقت ساحل سمندر پر آ گئے تھے۔

جہاں ٹھنڈی تیز ہوا اور پانی کی لہروں کا شور فضا میں ایک خوشگوار تاثر پیدا کر رہی تھیں

۔۔

رائمہ اور سلمان ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کم گہرے پانی میں چل۔رہے تھے۔صدف مومنہ اور وشمہ آپس میں ہنسی مذاق کرتیں ایک دوسرے کی تصویریں لے۔رہی تھیں۔۔

جبکہ سلجوق کنارے پر بیٹھا سوہنی کو دیکھ رہا تھا جو ہر منظر سے بے خبر ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی پانی کی آتی جاتی لہروں کو دیکھ رہی تھی۔۔

سلجوق بغور اس کا جائزہ لے رہا تھا جس کی صحت پہلے سے کافی خراب نظر آتی تھی اور چہرے کے رنگ میں زردیاں سے گھل گئی تھیں۔۔

وہ کسی گہری سوچ میں گم۔ تھی جیسے یہاں موجود ہی نہیں ہو۔

کچھ سوچ کر سلجوق چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس گیا اور گلہ کھنگار کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

سوہنی نے چونک کر اسے دیکھا آنکھوں میں حیرانی کا تاثر جاگا لیکن وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

سلجوق بھی اس کے سامنے ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔۔

کیسی ہیں آپ؟؟

اس نے خود ہی بات کا آغاز کیا۔

جی۔"ٹھیک ہوں" مختصر سا جواب دے کر وہ پھر سے پانی کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

کیا آپ اداس ہیں؟؟یا پھر سے خوفزدہ ہیں کسی کے آنے سے؟؟

سلجوق نے ہلکے پھلکے انداز میں پچھلی ملاقات والے واقعے کی طرف اشارہ کیا۔

سلجوق کی بات سن کر سوہنی چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

نہیں میں اداس نہیں ہوں اور جو آتا تھا وہ بھی اب رہا نہیں۔وہ پھیکی مسکراہٹ سے جواب دے کر چپ۔ہو گئی۔۔

سلجوق کو لگا اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی ہے جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گئی۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں۔۔محبت کھو دینے کا درد بہت جان لیوا ہے۔۔لیکن اب آپ صبر کریں اور خود کو سنبھالیں۔۔

سلجوق سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا جو خاموشی سے اس کی بات سن رہی تھی۔۔

ماحول میں افسردگی سی چھاگئی تھی اور سوہنی بھی حاکم کے زکر پر اداس ہوگئی تھی۔

سلجوق نے کچھ سوچ کر ایک اور سوال پوچھا۔۔ جس کا مقصد سوہنی کی توجہ اپنی طرف دلوانا تھا۔۔

آپ کا نام کس نے رکھا تھا؟؟؟

اس غیر متوقع سوال پر سوہنی صحیح معنوں میں حیران ہو کر پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

میرے باباسائیں نے رکھا تھا اس نے خود کو سنبھال کر جواب دیا۔۔

دل ہی دل میں وہ سلجوق کے بے تکے سوالوں پر حیران ہو رہی تھی۔

اچھا۔۔ لیکن میرے خیال سے آپ کا نام سوہنی نہیں "مستانی" ہونا چاہیے تھا۔۔

وہ اب مسکرا کر پانی میں ایک چھوٹا پتھر پھینکتے مزے سے کہہ رہا تھا۔۔

مستانی؟؟ بھلاوہ کیوں؟؟

ایسا کیا ہے اس نام میں۔۔ سوہنی نے ہلکا سا ہنس کر پوچھا۔۔

اس کو ہنستا دیکھ کر سلجوق کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔بے اختیار اس کا دل چاہا وہ اسی طرح مسکراتی رہے اور وقت ٹھہر جائے۔۔

کیوں کہ آپ ہر وقت دنیا ومافیہا سے بے خبر اپنے آپ میں مست رہتی ہیں اس لحاظ سے آپ کا نام مستانی ہونا چاہیے تھا۔۔

یا پھر ایسا کہہ لیں اپنے محبوب کی یاد میں مست ہر طرف سے بے خبر مستانی ہیں آپ۔۔

وہ نرم مسکراہٹ سے اسے بتا رہا تھا جبکہ وہ بھی کچھ دیر پہلے والی اداسی کو بھلائے دلچسپی سے اس کی باتیں اور بدلے ہوئے انداز دیکھ رہی تھی۔۔

اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو آپ مجھے مستانی کہہ سکتے ہیں۔۔

اچانک سوہنی کے ایسا کہنے پر حیران ہوا اور مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

اس کے لبوں کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکراتی تھیں جو دیکھنے والوں کو ایک سحر میں جکڑ لیتی تھیں۔۔

سلجوق کو اپنا دل ان کالی گہری آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا اور اس کے دل میں بے اختیار یہ خیال آیا وہ سامنے بیٹھی مستانی کا مستانہ ماہی بنتا جا رہا ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ سوہنی اب اسے حیران چھوڑ کر وشمہ لوگوں کی طرف بڑھ گئی۔۔ لیکن یہ سوچ اس کے دل میں بھی گھر گئی تھی کہ آج کا دن بہت یادگار اور خوبصورت تھا۔۔

اس کے دل پر پڑا حاکم کی یاد کا بوجھ آج کچھ کم ہو گیا تھا۔۔

دل کرتا ہے ہر وقت ______ تیرے صدقے اُتاروں

بھلا اِس قدر بھی حسین ہوتا ہے محبوب کسی کا

اگلے پورا مہینہ سخت مصروف گزرا۔ان سب کے پیپر شروع ہو گئے تھے جس کی سب سے زیادہ فکر سوہنی کو تھی۔

دن رات کمرہ بند کر کے پڑھائی کرنا اور عین پیپر کے دن دوستوں کو شکل دکھانا۔ یہی

آج کل اس کی روٹین بنی تھی۔۔

وشمہ رائمہ اس پر خوب غصہ ہوتیں لیکن وہ کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتی اور صرف دلجمعی سے سٹڈیز پر فوکس کیے تھی۔۔

وہ اپنے پیارے باباسائیں کو مایوسی کرنا نہیں چاہتی تھی جو پہلے ہی اس کے لیے کافی پریشان تھے۔۔

اس کی دوستیں پڑھائی کو زیادہ سیریس لینے والی نہیں تھیں سوائے صدف کے جو باقی سب کے بقول سوہنی کی طرح ہی کتابی کیڑا تھی۔۔۔

اس سب کے باوجود وہ اپنی دوستوں کے ساتھ بہت خوش تھی۔ان سب کو دل سے پسند کرتی تھی۔حاکم کی وفات کے بعد وہ پوری طرح ٹوٹ کر بکھر چکی تھی۔یہ اس کی دوستیں ہی تھیں جنہوں نے زندگی میں آگے بڑھنے اور سنبھلنے کے لیے اس کا پورا پورا ساتھ دیا۔۔۔

اب وہ بھی کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔حاکم کی یاد اب بھی آتی تھی لیکن اس نے پہلے کی طرح رونا اور ہر وقت اداسی رہنا چھوڑ دیا۔۔

www.neweramagazine.com

جب بھی اس کی یاد آتی وہ اس کے لیے دعا کرتی آخرت میں اس سے ملنے کے لیے اپنے رب کے سامنے گڑگڑاتی۔۔

اس کے دل میں اطمینان سا ہو گیا تھا کہ جیسے وہ رب اسے مایوس نہیں لوٹائے گا۔اسے یقین تھا وہ اس کی سن رہا ہے اور بہت جلد وہ حاکم۔کے پاس ہو گی۔۔

کبھی کبھی وہ اپنی حد سے زیادہ دیوانگی سے ڈرنے لگتی اسے سلجوق کی بات یاد آنے لگتی وہ سچ میں مستانی بنتی جا رہی تھی۔۔

جو عبادت کرتے ہوئے بھی رب کے سامنے سجدے میں جھک کر دنیا کے ایک معمولی انسان کا ساتھ آخرت میں پالینے کے لیے گڑگڑاتی تھی۔۔

لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔انسان کا دل بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔۔

تم وہ مانگتے ہو جو تمہیں اچھا نظر آتا ہے اور اللہ وہ دیتا ہے جو تمہارے لیے اچھا ہوتا ہے۔۔

حشمت علی کسی گہری سوچ میں گم بیٹھے تھے جب ان کا موبائل بجنے لگا۔۔

چونک کر موبائل اٹھایااور سکرین پر نظر ڈالی جہاں انسپکٹر ندیم مراد کا نام جگمگارہا تھا۔

یس کا بٹن پر یس کر کے موبائل کان سے لگایااور اپنی رعب دار آواز میں مخاطب ہوئے

۔۔

کہو: انسپکٹر ندیم؟؟

کیا خبر ہے؟؟

انہوں نے دھیمی آواز میں معنی خیز سوال پوچھا۔

وڈیرہ صاحب اس ٹرک ڈرائیور نے اپنا منہ کھول دیا ہے۔۔

سب سچ سچ بتادیا ہے۔۔

یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے۔۔ حشمت علی نے سمجھ کر جواب دیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وڈیرہ صاحب اب کیا حکم ہے آپ کہتے ہیں تو ریکارڈنگ کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں۔؟؟

انسپکٹر ندیم کی آواز سپیکر سے گونجی۔۔

نہیں بالکل نہیں۔۔ تمہیں یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے

میں کل تک خود شہر آرہا ہوں۔۔جب تک آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔۔

چند سوالات پوچھنے کے بعد آخری فیصلہ ہو گا۔

حشمت علی نے محتاط انداز میں تفصیلی بات کی کیوں کہ وہ نہیں چاہتے تھے حویلی میں کسی کو بھی سارے معاملے کی کانوں کان خبر ہو۔۔

ٹھیک ہے وڈیرہ صاحب جو آپ کا حکم۔اتنا کہہ کر انسپکٹر فون بند کر چکا تھا جبکہ حشمت علی کی پر سوچ نظریں سامنے لگے کھجور کے درخت پر تھیں اور ذہن بہت کچھ سوچ رہا تھا۔۔

آخری پیپر والے دن سوہنی نے شکر ادا کیا اسے اپنے سر سے بہت بڑا بوجھ سرکتا محسوس ہوا۔۔

اس کے امتحانات اچھے سے ہو گئے تھے اب وہ سکون سے گھر بھی جا سکتی تھی اور آرام بھی کرے گی۔۔

وہ یہی سب سوچتے ہوئے وہ گراؤنڈ میں اپنی مخصوص جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔۔

ادھر اودھر آتے جاتے ہنستے کھلکھلاتے چہروں کو دیکھتی وہ مطمئن لگ رہی تھی۔۔

سلجوق دور سے ہی اسے اکیلا بیٹھے دیکھ چکا تھا وہ بھی لمبے لمبے قدم۔اٹھاتا اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔۔

سوہنی نے چونک کر گردن موڑ کر اسے اپنے سامنے بیٹھے سلجوق کو دیکھا جس کے چہرے پر بہت خوبصورت دوستانہ مسکراہٹ تھی۔۔

کیسی ہیں آپ مس مستانی؟؟

اس نے جان بوجھ کر لفظ مستانی پر زور دیا اور اس کا حال پوچھا۔۔

سوہنی کھلکھلا کر مسکرائی اس کی ہنسی نے فضا میں ایک خوبصورت سا ساز پیدا کر دیا یا

سلجوق کو ایسا محسوس ہوا۔

الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟؟

اس نے جواب دے کر سلجوق سے بھی پوچھا۔۔

تمہارے بغیر بالکل ادھورا سا ہوں۔۔ایسا صرف سوچ کر رہ گیا وہ کہنے کی ہمت نہیں کر

سکا۔۔

پیپرز کیسے ہوئے آپ کے؟؟

بہت اچھے ہوئے ہیں وہ مختصر سا جواب دے کر بار بار الجھن سے ادھر اودھر دیکھتی

جیسے کسی کو تلاش کرنا چاہتی ہے۔

سلجوق اس کی بھٹکتی نگاہوں سے سمجھ چکا تھا وہ اپنی دوستوں کو ڈھونڈ رہی ہے۔

اس سے پہلے وہ سب آجائیں سلجوق آج سوہنی سے اپنے دل کی بات کہنا چاہتا تھا۔اس

لئے اپنے اندر ہمت جمع کرتا اس کا نام پکارا۔

سوہنی؟؟؟

جی سوہنی نے سوالیہ تاثر لیے اسے دیکھا۔۔

جو شش و پنج۔ میں مبتلا نظر آتا تھا۔

کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ؟؟

سوہنی کے استفسار پر سلجوق نے ہمت کرکے کہہ۔ دیا۔۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔اپنی بات کہہ کر اس کی طرف دیکھا۔۔

سوہنی کو امید نہیں تھی سلجوق سے اس قسم کی بات کی پہلے تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلیں پھر حیرت کی جگہ غصے کے تاثرات نے لے لی۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ سلجوق آپ خود بھی جانتے ہیں کیا کہہ رہے ہیں؟؟

غصے کی شدت سے اس کی آواز کپکپانے لگی تھی چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔

لیکن سلجوق آج کسی بھی طرح اسے قائل کرنا چاہتا تھا۔

میں جانتا ہوں سوہنی جو میں نے کہا ہے وہی میں پھر کہہ دیتا ہوں۔۔میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں آپ سے۔۔

اس نے انتہائی پر سکون لہجے میں جواب دیا۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں حاکم۔سے محبت کرتی ہوں؟؟

سوہنی نے اپنی طرف سے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔

چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے اس کے بعد سلجوق نے پھر بولنا شروع کیا۔

جی میں جانتا ہوں۔۔اور حاکم۔اب مر چکا ہے اس کے ہوتے ہوئے میں کبھی یہ بات نہیں کہتا۔لیکن اب میں اپنے دلی رضامندی سے آپ کو اپنانا چاہتا ہوں اور ہمیشہ خوش رکھوں گا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حاکم بے شک دنیا کے لیے مر گیا لیکن میرے اندر آج بھی زندہ ہے وہ اور ہمیشہ رہے گا اس کے علاوہ میں کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔بولتے ہوئے سوہنی کی آواز شدت غم سے روندھ گئی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو واضح نظر آرہے تھے۔۔

جس سے سلجوق کو تکلیف پہنچ رہی تھی۔

لیکن وہ اس کی کوئی بھی بات سنے بغیر اپنا بیگ اٹھا کر تیز تیز قدم اٹھاتی یونیورسٹی سے نکل گئی۔۔

پیچھے بیٹھے سلجوق نے بے بسی سے اپنا سر تھاما لیکن وہ ہمت نہیں ہارنے والا تھا وہ ایک بار پھر بات کرنے کا ارادہ کرتا ہوا وہاں سے اٹھ گیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سائیں غضب ہو گیا سائیں واجد ہانپتا کانپتا سکندر علی کے ڈیرے پر آیا۔۔

کیا ہو گیا ہے ایسی کون سی قیامت آگئی ہے جو اس طرح دوڑے چلے آرہے ہو سکندر نے گرجدار آواز میں واجد پر برستے ہوئے کا کہا

سائیں ایسا سمجھے قیامت ہی آگئی ہے واجد نے خوفزدہ آواز میں کہا

کیوں ایسا بھی کیا ہو گیا ہے؟

اب منہ سے کچھ پھوٹو گے بھی یا اسی طرح دماغ خراب کرتے رہو گے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکندر کو اس وقت واجد کا آنا سخت نا گوار لگا تھا۔

سائیں وہ ٹرک والا دو دن سے لا پتہ تھا اور آج خبر ملی ہے کہ اسے پولیس والے پکڑ کر لے گئے ہیں۔۔

وڈیرہ سائیں ضرور اس نے اپنا منہ کھول دیا ہو گا۔

واجد نے ایک ہی سانس میں ساری بات بتائی۔۔

کیا اور تم یہ سب مجھے اب بتا رہے ہو؟؟

سکندر کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا اور غصے اور طیش سے وہ واجد پر برسنے لگا۔

سائیں خبر آج ملی ہے۔واجد نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔۔

حرام خورو تمہیں اس دن کے لیے میں اتنا دیتا ہوں۔ایک قتل بھی سنبھل رہا تم لوگوں سے۔سکندر نے واجد کو گردن سے پکڑ کر اس کا گلہ دباتے ہوئے کہا۔

دفعہ ہو جاؤ اور جا کر پتہ لگاؤ اس سب کے پیچھے کون ہے اور اس ٹرک والے کو بھی ختم کر دو۔

کچھ دیر بعد واجد کی گردن چھوڑ کر اسے دور پھینکتے ہوئے ایک اور حکم دیا۔

جج۔۔جی سائیں اس نے اٹھ کر کھانستے ہوئے خود کو سنبھالا اور جلدی سے ڈیرے سے باہر نکلا اگر کچھ دیر اور وہاں رہتا تو سکندر کے غضب سے اسے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔۔

👇👇👇👇👇👇

حشمت علی ندیم مراد کے سامنے تھانے میں بیٹھے تھے۔

ندیم کے اشارے پر حوالات ایک آدمی کو لے آیا جس کا حشر بگاڑا ہوا تھا۔

حشمت علی کو اس کی حالت دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ترس آ گیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے ان کی نظروں میں حاکم کا مرا ہوا چہرہ اور اپنی بیٹی کی اجڑی حالت آ گئی۔ جس کا ذمہدار یہ شخص اور ان کا اپنا بھائی تھا۔۔

وڈیرہ صاحب بہت ڈھیٹ ہڈی ہے۔کافی ٹھنکائی کے بعد منہ کھولا ہے۔

ندیم مراد نے حقارت سے اس شخص کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صاحب مجھے معاف کر دو میں بھی مجبور ہو گیا تھا سکندر علی نے میرے پورے خاندان کو مارنے کا حکم دے دیا تھا۔

ایسے میں اور کیا کرتا میں ؟؟

وہ شخص گڑ گڑا کر سچ بتانے لگا۔

ایسے میں تمہیں پولیس کے پاس آکر سچ بتانا تھا۔

انسپکٹر نے اسے ایک ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔۔

ندیم اسے جانے دو۔ میں نے صرف سچ جاننا تھا وہ جان لیا ہے باقی کا کام بعد میں بتاؤں گا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خاموش بیٹھے حشمت علی نے اس شخص کو آزاد کرنے کا حکم دیا کیوں کہ وہ جانتے تھے اصل مجرم تو ان کا اپنا بھائی ہے۔

یہ سب تو اس کے خریدے ہوئے پالتو غلام تھے۔

انسپکٹر ندیم نے کانسٹیبل کو اس کی ہتھ کڑیاں کھولنے کا اشارہ کیا اور خود حشمت علی کے ساتھ باہر آیا۔۔

اس پر نظر رکھنا یہ کہیں بھی جانے نہ پائے اور تمہاری امانت جلد تم تک پہنچ جائے گی۔

حشمت علی سنجیدگی سے کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئے۔

انہوں نے ڈرائیو کو ہاسٹل چلنے کا حکم دیا اور سیٹ کے ساتھ سر ٹکا کر اپنی کنپٹیاں دبانے لگے۔

ان کا ذہن تیزی سے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جب سے یونیورسٹی سے واپس آئی تھی کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

سلجوق کی آج کی گئی باتوں پر اسے غصے سے زیادہ افسوس تھا۔

وہ اسے ایک اچھا دوست سمجھتی تھی اور وہ جناب کیا سوچ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی جہاں ہاسٹل کی ملازمہ اسے بلانے آئی تھی۔

اس کے بابا آفس میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ جلدی سے اپنی چادر ٹھیک کرتی اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل آئی۔

جانے سے پہلے وہ اپنی دوستوں سے ملنا نہیں بھولی لیکن یہ دیکھ کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا اسے وشمہ بھی آج ہی گھر جا رہی تھی اور صدف مومنہ کل جانے والی تھیں۔

وہ وشمہ کے ساتھ ہی نیچے آفس میں آئی لیکن سامنے بیٹھے سلجوق کو دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا ایک بار پھر سے غصہ آیا۔

لیکن دوسری طرف سلجوق کو خوشگوار حیرت ہوئی اور چند روز پہلے والی اپنی ملاقات یاد آئی۔

جس میں حشمت علی کے چہرے پہ اسے سوہنی سے مشابہت کا گمان ہوا تھا۔

سوہنی کو آتا دیکھ کر حشمت علی اپنی نشست چھوڑ کر کھڑے ہوئے اور اسے دل سے لگا کر سر پر ہاتھ رکھا۔

چند رسمی باتوں اور حال چال پوچھنے کے بعد انہوں نے سلجوق سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھانے جسے اس نے خوشدلی سے تھام لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے وڈیرہ صاحب پھر جلد آپ سے ملاقات ہو گی۔۔

سلجوق کے اس طرح مسکرا کر کہنے پر سوہنی کے کان کھڑے ہوئے لیکن فلحال وہ پوچھنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی اس لئے چپ چاپ حشمت علی کے پیچھے آکر گاڑی میں بیٹھ گئی اور منہ دوسری طرف موڑ لیا۔۔

کیوں کہ سامنے والی گاڑی میں سلجوق بیٹھا بڑی میٹھی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سلجوق نے ایک آخری نظر اپنی دشمن جاں پر ڈالی۔اور گاڑی آگے بڑھالی۔

لیکن آج حشمت علی کو دیکھ کر اس کے دل میں امید کی ایک نئی کرن جاگی اور اسے سوہنی تک پہنچنا بہت آسان لگا۔۔

لیکن ضروری نہیں کہ ہمیشہ وہی ہو جو ہم چاہتے ہیں۔

👇👇👇👇👇👇

گھر پہنچ کر وہ اپنے ادا اور اماں سے مل کر بہت خوش ہوئی گلنار نے بھی اس سے رسماً حال

پوچھ لیا تھا جس کے جواب میں سوہنی نے بھی سلام کے بعد زیادہ بات نہیں کی۔ کیوں کہ اب وہ جان گئی کچھ لوگوں کے لیے آپ اپنا سر بھی کٹوادیں وہ پھر بھی مطمئن نہیں ہوتے اور گلنار بھی انہی لوگوں میں شمار ہوتی تھی۔

کچھ دیر اپنے کمرے میں آرام کرنے کے بعد اس نے سب کے ساتھ مل۔ کر کھانا کھایا۔

گھر کے ماحول پر پچھلی مرتبہ والی سوگواریت نہیں رہی تھی سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا تھا ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی کی آواز میں بھی پہلے جیسی چہچہاہٹ آگئی تھی۔

حشمت علی اپنی بیٹی میں بدلاؤ دیکھ کر بہت خوش اور مطمئن تھے۔۔

سوہنی جب اپنے کمرے میں واپس آئی اور موبائل چیک کیا جس پر وشمہ کے ڈھیروں میسجز تھے۔

اس نے جلدی سے میسج ٹائپ کیا اور اسے اپنی خیریت بتا کر بستر پہ لیٹ گئی۔۔

جلد ہی اسے نیند آگئی وہ بہت دن بعد پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔

شہر سے واپس آئے آج تین چار دن گزر گئے تھے اور سکندر علی ایک بار بھی حشمت علی سے ملنے نہیں آیا تھا۔

وہ ڈیرے پر بیٹھے یہی سوچ رہے تھے انہیں یہ بات بہت پریشان کر رہی تھی کیونکہ پہلے سکندر خود ملنے آتا تھا۔

وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ بہت جلد سکندر کی سچائی سب کے سامنے لے آئیں گے۔

ساتھ ساتھ انہیں یہ بات بھی کافی الجھا رہی تھی اس سب کے پیچھے سکندر کا کیا مقصد تھا؟ آخر اتنا بڑا قدم اس نے کس وجہ سے اٹھایا تھا؟؟

وہ اتنے سالوں میں اپنے بھائی کو نہیں پہچان سکے تھے۔ جس کی مثال بالکل آستین "کے سانپ جیسی تھی۔ جو انہیں بڑی چالاکی سے ڈس گیا تھا۔

دوسری طرف جب سکندر کو یہ بات پتہ چلی تھی کہ اس سب کے پیچھے حشمت علی کا ہاتھ ہے اور وہ اس کی سچائی بھی جان چکے ہیں۔

سکندر غصے سے پاگل ہو گیا تھا اسے سب کچھ اپنی مٹھی سے نکلتا نظر آرہا تھا اس کی مہنت اور حاکم کے قتل کا جرم بہت جلد سب پر عیاں ہونے والا تھا اور شاید اسے پھانسی کی سزا ضرور ہو جانی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں ادھر سے اودھر چکر کاٹ رہا تھا۔واجد اب تک اس کی مطلوبہ چیز لے۔کر نہیں پہنچا تھا۔۔

جس کا وہ بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔

وہ غصے میں مٹھیاں بھینچے بار بار کلائی پر گھڑی کی جانب دیکھ رہا تھا اس کے پاس وقت بہت کم۔تھا۔

اسے جلد از جلد اپنا کام مکمل کرنا تھا۔

اس سے پہلے کہ حشمت علی کے ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ جائیں اور وہ کچھ نہ کر سکے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی کو گھر آئے کافی دن ہو گئے تھے۔

وہ اب یہاں بہت تنگ ہونے لگی تھی کیونکہ اسے شہری زندگی کی عادت ہو گئی تھی۔

وشمہ اور صدف بھی بار بار فون کر کے اسرار کر رہی تھیں کہ وہ واپس آجائے اب نئی کلاسیں شروع ہونے والی تھیں۔

وہ آج ہی باباسائیں سے بات کرنے کا ارادہ کرتی مطمئن ہو کر کتاب کا مطالعہ کرنے لگی تھی۔۔

ابھی مطالعہ کرتے ہوئے اسے تھوڑا وقت ہی گزرا ہو گا۔جب باہر سے شور کی۔آوازیں ابھریں۔

وہ گھبراتے ہوئے جلدی سے کتاب بند کر کے بنا چپل کے کمرے سے نکلی اور دوڑ کر نیچے گئی۔۔

جہاں سب لوگ زور زور سے رو رہے تھے اور اس کی ماں اپنا سر پیٹنے پر لگی تھی۔۔

حویلی کے برامدے سے صحن تک وہ دوڑتی ہوئی گئی لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر اسے لگا وہ پتھر کی ہو گئی ہے۔۔

قیامت آگئی ہو جیسے آج اور اس حویلی کی پوری چھت اس پر گر گئی ہے۔

وہ بے یقینی کی حالت میں سست روی سے چلتی ہوئی چارپائی کے قریب آئی اور اس پر پڑے وجود کو چھو کر یقین کرنے لگی۔۔ جیسے یہ سب جھوٹ ہو۔یہاں موجود لوگ سب جھوٹے ہوں لیکن یہ سچ تھا۔۔کیوں کہ چارپائی پر پڑے وجود میں کوئی اس کے چھونے سے بھی کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔

یہ تو وہ انسان تھا جو کسی کی چھوٹی سی تکلیف پر بھی تڑپ اٹھتا تھا اور آج سب لوگ کھڑے رو رہے تھے لیکن وہ آنکھیں سختی سے بند کیے پڑا تھا۔

جیسے وہ کوئی آواز سن نہ سکتا ہو یا جیسے وہ یہاں موجود نہیں ہے۔۔

سوہنی۔نے۔اپنا سر چارپائی کے ساتھ ٹکا دیا۔اس کے آنسو خاموشی سے بہنے لگے یہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کے پیارے باباسائیں تھے جو ان سب کو چھوڑ گئے تھے اور اب وہ پھر سے تپتے صحرا میں کھڑی تھی۔۔

قسمت نے۔ایک بار پھر اس کے ساتھ عجیب کھیل کھیلا تھا اور اسے پھر سے کڑی آزمائش میں ڈال دیا تھا۔۔

حشمت علی کی اچانک موت نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

وہ جو صبح سویرے گھر سے جلدی آنے کا کہہ کر گئے تھے شام تک مردہ لوٹ کر آئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کا جسم اور چہرہ خطرناک حد تک نیلا پڑ چکا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کسی زہریلے حشرات نے ڈسا ہو۔

اس بات کی تصدیق ڈاکٹر نے بھی کر دی کہ ان کی موت سانپ کے دو بار ڈسنے سے لاحق ہوئی ہے۔۔

زلیخا کی حالت بھی زیادہ اچھی نہیں تھی۔ محبوب شوہر کی موت کا اسے گہرا صدمہ پہنچا تھا اور اس کا بی پی خطرناک حد تک تیز ہو گیا تھا۔۔

ایسے میں سوہنی نے خود کو ہمت کر کے سنبھال لیا وہ اپنا باپ تو کھو چکی تھی لیکن ماں

نہیں کھونا چاہتی تھی۔

وہ دن۔رات زلیخا کے پاس ہوتی اور اس کا پہلے سے زیادہ خیال رکھ کر اسے صدمے سے نکالنے کی کوشش کرتی جیسے کبھی اس کے بابا سائیں نے اسے حاکم کی موت کے صدمے سے نکالا تھا۔۔

اب بھی وہ اپنی ماں کو دیکھ کر آئی تھی جو دوائیں کے زیر اثر سو رہی تھیں۔

اوپر جاتے ہوئے وہ اپنے ادا کے کمرے کے پاس سے گزری جہاں سے آتی آوازوں نے اسے ٹھٹھک کر رکنے پر مجبور کر دیا۔

وہ خاموشی سے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

سجاول میری بات غور سے سنو

ادا حشمت کی موت حادثاتی نہیں ہے اس کے پیچھے ضرور منٹھار کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ " اس دن سے اب تک لا پتہ ہے اور ادا کے کرتے میں ایک بڑی رقم تھی وہ بھی غائب ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جان بوجھ کر انہیں مارا گیا ہے اور وہ کسی اور نے نہیں منٹھار نے

چرا کر انہیں قتل کیا ہے۔

یہ آواز چچا سکندر کی تھی۔۔ان کی بات سن کر سوہنی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر خود کو رونے سے روکا۔یہ سوچ کر ہی اس کا دل پھٹنے لگا اس کے بابا کو کس قدر اذیت سے مارا گیا ہے۔۔

چچا سائیں منٹھار کی گمشدگی مجھے بھی کھٹک رہی ہے لیکن میں بہت جلد اسے ڈھونڈ نکالوں گا اور اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹی بوٹی کر کے چیلوں کے آگے ڈالوں گا۔

سجاول علی بھی جواباً غصے سے دھاڑا تھا۔

اس کا غصہ اور ارادے سن کر سکندر دل ہی دل میں خوش ہوا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپانے لگا۔

جبکہ باہر کھڑی سوہنی میں اس سے زیادہ سننے کی ہمت نہیں تھی وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی۔۔

اور دروازہ بند کر کے وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

تحریر کر مجھے...........دو لفظوں میں

ایک درد میں............دوسرا ضبط میں

حشمت علی کی موت کو مہینہ گزر چکا تھا۔زلیخا کی طبیعت بھی کافی سنبھل گئی تھی اور وہ اب عدت میں تھی۔۔

سوہنی اپنی ماں کا بہت خیال رکھ رہی تھی وہ جلد سے جلد اپنی ماں کو صحت مند دیکھنا چاہتی تھی۔۔

لیکن وہ اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کرنے لگی تھی اس کی پڑھائی کا کافی حرج ہو گیا

تھا۔۔

👇👇👇👇👇👇

سجاول کو جیسے ہی سکندر کا پیغام ملا وہ فوراً سے ڈیرے پر پہنچ گیا تھا۔۔

جہاں سکندر اس کے انتظار میں بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

جی چچا سائیں آپ نے مجھے بلایا سجاول نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سکندر کو دیکھ کر پوچھا جو کافی پریشان لگ رہا تھا۔۔

ہمم۔ہاں! ہاں میں نے بلوایا ہے۔تم سے کچھ ضروری بات کرنا تھی۔جو اکیلے میں ہو سکتی تھی۔

حکم کریں چچا سائیں۔سجاول نے مسکرا کر پوچھا۔باپ کے مرنے کے بعد اب سکندر ہی اس کا باپ۔تھا وہ دل۔سے اس کی عزت کرتا تھا۔

سجاول پھر کیا سوچا ہے تم نے سوہنی کے بارے میں؟؟

سکندر نے بھی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

چچاسائیں سوہنی اپنی تعلیم مکمل کرے گی تو پھر اس کی شادی کروادیں گے۔ سجاول نے عام سے لہجہ میں جواب دیا۔

جسے سن کر سکندر فوراً بھڑک گیااور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تم چریا ہو گئے ہو کیا؟

اس نے غصے سے سجاول کی طرف دیکھاجو حیران نظروں سے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کررہا تھا۔

چچاسائیں اس میں کیاغلط ہے۔ باباسائیں بھی تو یہی چاہتے تھے۔

ادا حشمت سوہنی کی تعلیم مکمل کروانا ضرور چاہتے تھے لیکن شادی کاارادہ نہیں تھاان کا بھی۔

سکندر نے بہت چالاکی سے سجاول کی سوچ کو بدلنا چاہا۔

لیکن ایسا کیوں ہے؟ باباسائیں نے مجھ سے کبھی نہیں زکر کیا۔۔

انہوں نے تم سے نہیں مجھ سے کہا تھااور کیا تمہیں لگ رہا تھامیں جھوٹ بولوں گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے تم خود سوچو۔

لیکن اس سے پہلے میری پوری بات سن لو۔"

سجاول خاموشی سے سکندر کی بات سن۔رہا تھااس کے چہرے کوالجھن بھرا تاثر تھا۔

سوہنی کی شادی حاکم۔سے ہونے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔کیوں نہ وہ ہمارے گھر کا فرد۔تھا۔

لیکن اب حالات یکسر مختلف ہیں۔سوہنی کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔قیمتی جائداد کی۔وارث ہے۔اوراب خاندان میں اس کے جوڑ کوئی رشتہ نہیں رہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باہر سے جو بھی شادی کرے گا وہ حصے دار بن جائے گا۔جس سے تمہارے لیے بھی مشکلات پیدا ہونگی اور سوہنی کی زندگی بھی خراب ہو جائے گی۔

سکندر نے لالچ دیتے ہوئے اپنی بات منوانا چاہی۔لیکن سجاول اب بھی متفق نہیں تھا۔۔

چچا سائیں میں محض جائداد کی خاطر اپنی بہن کی زندگی داؤپر نہیں لگا سکتا۔

سجاول تم ہمارے خاندان کی روایات سے بغاوت کر رہے ہو۔

سکندر اب زور سے دھاڑا تھا۔

ہماری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ ہماری بیٹیاں کسی غیر کی بانہوں میں ہوں۔۔اور وہ غیر ہماری ہر۔چیز میں حصے دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔۔

اس لئے میں اور ادا حشمت پہلے ہی سوچ چکے تھے کہ سوہنی کی تعلیم مکمل ہوتے ہی اس کے حقوق بخشوا دیں گے۔۔

جیسے ہمیشہ ہوتا آیا ہے اور ہماری روایت بھی ہے۔۔

سکندر اب کھل کر اپنا مقصد بتا رہا تھا۔جس سے ایک پل کے لیے سجاول بھی خاموش ہو گیا تھا۔

اس کے لیے سکندر کی بات ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔کیوں کہ اسے اپنے چچا پر بہت یقین تھا اور حشمت علی بھی اپنے دل کی ہر بات سکندر علی سے کرتا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔چچا سائیں میں اماں سے بات کر لوں۔

وہ سنجیدگی سے کہہ کر وہاں سے جانے لگا۔

اسے جاتا دیکھ کر سکندر دل ہی دل میں خوش ہوا۔آج رات اس کی کامیابی پر جشن

منانے کی رات تھی۔۔

👇👇👇👇👇👇

کیا سوہنی مان جائے گی؟

سجاول نے جب سے زلیخا کو ساری بات بتائی تھی وہ پریشان بیٹھی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

وہ ماں تھی اس کا دل کسی طور نہیں مان رہا تھا اس کی بیٹی اس طرح زندہ در گور کر دی جائے اور وہ ساری زندگی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو ترسے صرف ایک کمرے میں قید رہ کر جہاں دن رات عبادت کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

لیکن سجاول کے بدلے ہوئے انداز و اطوار سے لگ رہا تھا کہ وہ اٹل فیصلہ کر چکا ہے۔

زلیخا کی بادشاہت اس حویلی میں اس کے شوہر کے دم سے قائم تھی لیکن اب وہ ہر طرف سے اپنے بیٹے پر انحصار کرنے لگ گئی تھی۔اس کے سامنے وہ اپنی روایات سے بھی بغاوت نہیں کر سکتی تھی۔ مجبوراً اس کے فیصلے کو ماننے کی حامی بھر کر سوہنی کے

پاس آئی۔تا کہ اسے اس کے باپ بھائی کے فیصلے سے آگاہی دے کر ذہنی طور پر تیار کر سکے۔۔

ارے اماں! آپ کیوں آ گئیں مجھے بلا لیتی نا آپ۔۔سوہنی نے ماں کو آتا دیکھ کر محبت سے کہتے ہوئے اپنے برابر میں بیٹھنے کو جگہ بنائی۔۔

زلیخا خاموشی سے بیٹھ گئی لیکن اس کے چہرے پہ چھائے پریشانی کے آثار سوہنی سے پوشیدہ نہیں رہ سکے۔۔

کیا بات ہے اماں؟

کوئی بات کرنی ہے آپ نے؟ یا پھر کوئی مسئلہ ہے۔

سوہنی نے فکر مندی سے ماں کی۔طرف دیکھ کر پوچھا جو بالکل سپاٹ چہرہ لیے خاموشی بیٹھی تھی۔

نن۔۔۔نہیں وہ اصل میں۔۔سوہنی میں تمہیں تمہارے باپ اور بھائی کے فیصلہ بتانے آئی ہوں۔بات کرتے ہوئے زلیخا کی آواز لڑکھڑا رہی تھی اور آنسو کا گولہ سا گلے میں اٹک گیا تھا۔۔

کیسا فیصلہ اماں؟ کیا بابا سائیں نے کوئی وصیت کی تھی میرے لیے؟؟

سوہنی نے زلیخا کے انداز پر الجھتے ہوئے استفسار کیا۔۔

ہاں! ایسا ہی سمجھو وہ آج زندہ ہوتے تو یہ سب تمہیں خود بتاتے لیکن سکندر اور سجاول کو بتا گئے ہیں۔

تو پھر تم اتنا رو کیوں رہی ہو اماں سب خیر تو ہے نا؟؟

ہاں! ہاں سب خیر ہے۔وہ تم اپنے تمام حقوق بخش دو اور پاک زادی بن جاؤ !

اور یہی تمہارے بابا کا فیصلہ تھا۔۔

روانی سے بولتی ہوئی زلیخا کی نگاہ سوہنی کے چہرے پر پڑی تھی جو نا سمجھی سے اسے دیکھے جا رہی تھی اور اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اماں تم ہوش میں ہو؟ کیا بول رہی ہو

؟؟

بابا ایسا کبھی نہیں کر سکتے میرے ساتھ اور اگر وہ ایسا ہی چاہتے تھے تو مجھے اتنا پڑھایا کیوں ہے؟

سوہنی نے روہانسے ہوتے پوچھا اسے اب بھی یقین۔ نہیں تھا۔۔

سچ کہہ رہی ہوں سوہنی۔۔ تم جانتی تو ہو ہم اپنی حیثیت اور مرتبے سے کم لوگوں سے رشتہ نہیں بناتے اور اب تمہاری حیثیت کا کوئی نہیں ہے۔۔

اماں میں جانتی ہوں۔ باباسائیں کی سوچ قطعی اتنی چھوٹی نہیں تھی کہ وہ انسانوں کو ان کی حیثیت کی بنا پر پرکھتے یا تعلق قائم کرتے۔ آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔۔

وہ اب بھی اس بات کو ماننے سے انکاری تھی۔ اس کا دل۔ دماغ یہ سب کچھ نہیں مان رہا تھا۔۔

کیا تمہیں لگتا ہے میں اور سجاول تم سے جھوٹ بولیں گے؟

زلیخا نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

اماں مجھے معلوم ہے آپ سب جھوٹ نہیں بول۔ سکتے لیکن اس سے بہتر حل۔ ہے میرے پاس۔۔

میں شادی نہیں کروں گی اور ساری زندگی اس گھر میں گزار لوں گی۔۔

اس نے امید بھری نظروں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا۔۔

نہیں سوہنی زندگی میں کسی موڑ پر تم اپنی بات سے مکر بھی سکتی ہو۔ کیوں کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنا اور اس پر قائم رہنا آسان نہیں ہے۔۔

اوہ۔۔ تو یوں کہیں نا کہ آپ لوگوں کو مجھ پر یقین نہیں ہے اور اپنی جائداد مجھ سے زیادہ عزیز ہے وہ کچھ تلخ ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی کیوں کہ اب وہ اصل مقصد جان گئی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہنی تمہارے سامنے میرے ہاتھ جڑے ہوئے ہیں خدا کے لیے اپنے باپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے میری بات مان جاؤ۔ جیسے تم ہمیشہ مانتی آئی ہو۔۔

اس نے چند لمحے خاموشی سے اپنی ماں کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا جو اسے مجبور کر رہے تھے۔۔

اس کے پاؤں میں ساری زندگی ان اونچی دیواروں اور میناروں میں قید رہنے کی بیڑیاں ڈال رہے تھے۔۔

مجھے منظور ہے۔

وہ بے تاثر چہرہ لیے وہاں سے اٹھ گئی۔۔

زلیخا بھی کچھ وقت تک اسے افسردہ نگاہوں سے تکتی رہی پھر سجاول کو اس کی رضامندی بتانے چل دی۔۔

👇👇👇👇👇👇

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکندر نے جب سے سوہنی کا فیصلہ سنا تھا۔وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا اس کے ساتھ زرتاج اور گلنار بھی بہت خوش تھے۔۔

سب حال کمرے میں جمع تھے۔زلیخا چپ چاپ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔

سجاول نے آگے بڑھ کر سوہنی کے سر پہ صفد ڈوپٹہ اوڑھادیا اور قرآن مجید اس کی جھولی میں رکھا۔۔

جسے چندپل اس نے ڈبڈباتی نگاہوں سے دیکھا پھر سختی سے اپنے آنسو پونجھ کر اپنادایاں

ہاتھ قرآن پر رکھ دیا اور بے تاثر چہرے سے سب کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنے تمام حقوق بخش دیے۔۔

زلیخا نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اس سے زیادہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھی اس بیٹی کو جو نا جانے مزید کتنے امتحانات سے گزرنے والی تھی۔

سکندر نے اٹھ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔اور بلند آواز میں سب کو مخاطب کیا۔

آج سے یہ سوہنی نہیں پاک زادی ہے۔یہ پاک عورتوں میں شمار کی جائے گی۔جن " کا نکاح قرآن مجید سے کر دیا گیا ہے

(نعوذ باللہ)

اب سے کوئی بھی مرد سوہنی کو نہ دیکھے گا اور نہ ہی آواز سنے گا۔

گھر کے تمام فیصلے اب سے پاک زادی کرے گی۔۔

آخری بات پر گلنار کا منہ حیرت سے کھل چکا تھا وہ جو یہ سوچ بیٹھے تھی سوہنی کے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کاٹ دے گی لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ گیا تھا اور وہ گھر کے تمام

معاملات کی سربراہ بن گئی تھی۔۔

سوہنی خالی خالی نظروں سے اپنے بھائی اور ماں کو دیکھتی رہی جو چپ چاپ سنتے رہے۔

اسے آج یہ بات سمجھ آگئی تھی کہ اس حویلی میں دھن دولت جائداد کی اہمیت انسانوں سے زیادہ ہے اور وہ بھی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چل دی۔

کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ سست روی سے چلتی سنگھار میز کے سامنے آئی اور اس پر رکھے سنگھار کے سامان کو دیکھنے لگی جو اب اس کے لیے بے معنی ہو گیا تھا۔

اس نے سب کچھ پاس رکھے کوڑادان میں ڈالا اور اپنے بستر پہ تھکے ہوئے انداز میں گر گئی۔

ایک خاموش آنسو اس کی آنکھ سے بہ کر تکیے میں جذب ہو گیا اور رات دھیرے دھیرے سرکنے لگی تھی۔۔

❤❤❤❤❤

وہ ہسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں گوٹھ آیا تھااور اس نئی خبر کو سننے کے بعد اس کا رخ اپنی رہائش گاہ کی جانب تھا۔

جو کہ عارضی طور پر ہسپتال کے پیچھے تھی جہاں کسی کو بھی اس کی مرضی کے بنا جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔

کانپتے ہاتھوں سے تالا کھولتے ہوئے اس کے چہرے پہ پریشانی کے تاثرات واضح تھے سختی سے بھینچے ہوئے لب اس کی اندرونی کیفیت کا پتہ دے رہے تھے۔۔

کمرے میں داخل ہو کر اس نے تیزی سے نظریں چاروں طرف گھمائیں منتھار ایک کونے میں سکڑا سمٹا بیٹھا تھا۔

اسے دیکھ کر اپنے خیالوں سے چونک کر فوراً سے کھڑا ہو گیا۔۔

سلجوق صاحب کیا کچھ پتہ چلا کسی سے کوئی رابطہ ہوا منتھار فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔۔

نہیں۔۔کسی سے کچھ رابطہ نہیں ہو سکا صرف یہ پتہ چلا ہے سوہنی نے اپنے تمام حقوق اپنی مرضی سے بخش دیے ہیں۔

نہیں نہیں۔ایسا نہیں ہو سکتا۔ضرور یہ سکندر کی کوئی نئی چال ہے۔وہ خدا بن بیٹھا ہے اسی نے سوہنی کی جائداد کے لیے یہ سب کیا ہے وہ بہت سفاک انسان ہے۔

منٹھار تیز تیز بولتے ہوئے اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

سلجوق صاحب کچھ کریں چھوٹی وڈیرن کو بچا لیں۔۔

تم پریشان نہ ہو میں کچھ کرتا ہوں اور سوہنی کو۔اس دلدل میں نہیں رہنے دوں گا۔

سلجوق نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

اس کی اپنی حالت خراب ہو رہی تھی سوہنی کے بارے ممیں سوچ سوچ کر۔

آج تین دن بعد اس کی ماں اس کے کمرے میں آئی تھی اور اس کی بکھری حالت دیکھ کر غمزدہ ہو گئی۔۔

پاک زاری ہو تم اب یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے؟

زلیخا نے اس کے میلے کپڑوں اور بکھرے بالوں کو دیکھ کر کہا۔

اس کمرے سے باہر کیوں نہیں نکلتی تم؟

کیا فرق پڑتا ہے اماں کمرے میں رہوں یا باہر جاؤں رہنا اب اسی قید خانہ میں ہے۔

اس نے زخمی مسکراہٹ سے ماں کو دیکھتے ہوئے بھرپور طنزیہ جواب دیا۔

بس کر دو سوہنی کب تک طعنے دو گی اپنی ماں کو؟

زلیخا نے بھی جواباً ناراضگی سے کہا۔

یہ طنز نہیں حقیقت ہے اماں جو کہ آپ سے برداشت نہیں ہو رہی۔ وہ بھی تیز لہجہ میں جواب دیتی رخ موڑ گئی تھی۔

زلیخا نے کچھ دیر تاسف بھری نظروں سے دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہاری مرضی ہے سوہنی تم۔اپنی ماں سے زیادہ ہی۔بد گماں ہو۔گئی ہو۔

ہم۔نے تمہاری بہتری کے لیے ایسا کیا ہے اس طرح کے رویے سے مجھے احساس مت دلاؤ کہ میں کوئی گناہ کر گئی ہوں۔

زلیخا بھی اب سخت الفاظوں میں اسے سنا کہ کمرے سے جانے لگی تھی لیکن کچھ یاد آنے پر پلٹ کر اس کی طرف بڑھی جو ہنوز رخ موڑے بیٹھی تھی۔۔

تمہارے باباسائیں کا وکیل آیا تھا آج اور اس نے جائداد کے وہ کاغذ دیے ہیں جن میں تمہارے نام کچھ جائداد لکھ گئے تھے سائیں۔۔

ماں کی بات سن کر سوہنی نے رخ پلٹ کر پھر سے ماں کو دیکھا لیکن بولی کچھ نہیں۔۔

تم کسی وقت وہ جائداد سجاول کے نام کر دینا آخری بات پر گلنار بھی کمرے میں آگئی تھی۔۔

چند پل سوہنی نے سوچنے اور فیصلہ کرنے میں گزارنے کے بعد اپنے لب کھولے۔

اماں! ادا کے پاس بہت کچھ ہے۔وہ جائداد باباسائیں مجھے اپنی خوشی سے دے گئے تھے اگر آپ کو اعتراض نہیں ہے تو میں اسے گوٹھ کے کاموں کے لیے دینا چاہتی ہوں۔

سوہنی کی بات مکمل ہوتے ہی گلنار بول پڑی۔

اتنی بڑی جائداد کیسے دے دیں فلاحی کاموں کے لیے ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے تم اگر دینا چاہتی ہو تو کچھ رقم دے دیتے ہیں تمہاری طرف سے۔

بھا جائی۔یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے تمہیں بولنے کی ضرورت نہیں وہ میری چیز ہے میں نے سب کچھ ادا کو دے دیا ہے لیکن وہ جائداد میرے گوٹھ کے لیے وقف ہو گی۔

سوہنی کے دوٹوک جواب اور اس کے لب و لہجے نے گلنار کو خاصا طیش دلایا لیکن وہ اپنا غصہ ضبط کرتی وہاں سے نکل کر سید ھاذر تاج کے پاس گئی جبکہ زلیخا نے سوہنی کا فیصلہ ماننے میں ہی عافیت جانی۔۔

سجاول نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن سکندر سنتے ہی غصے میں آگیا۔۔

اسے شدت سے حشمت علی سے نفرت محسوس ہوئی جو جاتے جاتے بھی اپنا آخری داؤ کھیل گیا تھا۔

جب میں نے اتنے لوگوں کو راستے سے ہٹایا تو سوہنی کو بھی ہٹادوں گا۔

وہ طیش کے عالم میں ادھر اور ھر چکر کاٹ رہا تھا۔

اس کے ارادے جان کر زرتاج بھی غصے سے اٹھی اور سکندر کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

میں اب آپ کو مزید کسی کی زندگی نہیں چھیننے دوں گی۔

آپ کس کے لیے یہ سب جمع کر رہے ہیں؟

اپنی بیٹی اور تمہارے لیے اپنے لیے اور کس کے لیے جوابا وہ بھی غصے سے پھنکارا۔

ہماری بیٹی کے لیے بہت کچھ ہے خدا کے لیے یہ سب ختم کردیں۔

ہمارے گناہوں کی سزا ہماری بیٹی کو ملے گی۔

وہ بے بسی سے کہہ کر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔۔

پنچائیت کی گدی آپ کی مل گئی ہے اور کیا چاہتے ہیں؟؟

گلنار میری اکلوتی بیٹی ہے یہ سب کچھ کل کو اس کی اولاد کو ملے گا۔۔

گلنار ماں نہیں بن سکتی آپ جانتے بھی ہیں۔

زدتاج نے آخر سچ بتادیا۔

جسے سنتے ہی سکندر نے غصے میں اس کی گردن دبوچ لی۔

کیا کہہ رہی ہو یہ ہوش میں تو ہو؟

سچ کہہ رہی ہوں۔۔زدتاج نے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے اٹک اٹک کر کہا۔۔

سکندر نے کچھ دباؤڈالنے کے بعد اسے جھٹک دیااور زدتاج لڑکھڑاتے ہوئے کھانسنے لگی۔۔

ڈاکٹرنی کے پاس لے کر گئی تھی میں اسے وہیں سے پتہ چلا ہے۔تم چاہتے ہوا گراس کا گھر بسا رہے تو یہ سب چھوڑ دو اس سے کچھ نہیں حاصل ہوگا؟

زدتاج اب بھی سکندر کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

لیکن وہ ظالم انسان چند لمحے اسے خونخوار نظروں سے گھورنے کے بعد کمرے سے نکل گیا۔۔

رات کے آخری پہر جب ہر طرف ہو کا عالم تھا۔

وہ اپنے کمرے میں جائنماز پر بیٹھی عبادت کر رہی تھی۔ان چند دنوں میں اس کا تعلق اپنے رب سے اور بھی مضبوط ہو گیا تھا۔۔

وہ پوری طرح دعا مانگنے میں لگی تھی جب کھٹکے کی آواز پر چونکی اور پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

جہاں اس کی کل وقتی ملازمہ میز پر دودھ رکھ رہی تھی اور اس کی طرف دیکھ کر پینے کا اشارہ دینے لگی۔۔

تم۔سوئی نہیں رانی۔اب تک؟

اس نے جائنماز۔سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں پاک زادی آپ جاگ رہی ہیں تو میں کیسے سو جاؤں اس پتلی سی سانولے نقوش والی لڑکی نے ادب سے سر جھکا کر جواب دیا۔

تم جا کر سو جاؤ میں بھی بس سونے لگی ہوں اب۔

سوہنی نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے دودھ کا گلاس تھامتے ہوئے کہا۔۔

لیکن رانی کو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ۔ہوتا دیکھ کر وہ اب غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔

کیا بات ہے رانی؟ کوئی مسئلہ ہے یا کچھ کہنا چاہتی ہو؟

ہاں جی۔وہ میں کہہ رہی تھی آپ کو برا نہیں لگتا؟؟ یہ سفید رنگ سفید ہی لباس اور سارا کچھ سفیدی میں لپٹا ہوا۔۔

رانی معصومیت سے اس سے پوچھنے لگی۔۔

جب زندگی میں ہی رنگ نہیں رہے تو لباس رنگین ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ تلخی سے جواب دے کر دودھ کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔

پاک۔زادی میری ایک بات مانیں گی؟؟

رانی نے آنکھوں میں اشتیاق لیے پوچھا۔۔

ہاں کہو وہ نرمی سے جواب دے کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

میں کہہ رہی تھی۔آپ دن بھر اس کمرے میں بند رہتی ہیں کھلا آسمان بھی نہیں دیکھ سکتیں۔

توکیااس وقت میرے ساتھ حویلی کے پچھلے باغیچے میں چلیں گی۔۔

رانی کی فرمائش سن کر سوہنی پوری طرح آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جو بہت امید سے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

لیکن اب تو بہت رات ہو چکی ہے۔

کل چلیں گے۔سوہنی نے اسے ٹالنا چاہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کو ہی تو لطف آتا ہے کھلے آسمان کے نیچے اور وہ بھی پورے چاند کی رات ہو۔

رانی ایک جذب کی کیفیت میں کہتی گول گول گھومنے لگی۔

اس کی اداکاری دیکھ کر سوہنی کافی دن بعد کھل کر مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھام کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔

اس کے ساتھ چلتی رانی بھی بہت خوش تھی۔۔

جب وہ پچھلے باغیچے میں پہنچی تو دور کھڑے سلجوق نے اسے دیکھ لیا تھا۔وہ سفید لباس

میں سر پر نماز کے انداز میں سفید ڈوپٹہ لیے کھلی چاندنی میں اس منظر کا حصہ لگ رہی تھی۔۔

اس کے چہرے پہ انوکھی چمک اور نور آگیا تھا جس سے اس کی دلکشی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔۔

وہ آنکھیں بند کیے گھاس پر کھلے آسمان تلے چہل قدمی کرنے لگی رانی بھی اس کے ساتھ ہی تھی اسے ایسا محسوس ہوا۔

فضا میں سکوت کا عالم تھا اور وہ بھی بہت سکون حاصل کر رہی تھی۔

وہ اسی طرح چہل قدمی کر رہی تھی کہ جب اچانک سے کوئی درختوں سے نکل کر اس کے سامنے آگیا۔

اس نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھولیں اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آآپ؟؟آپ یہاں کیسے آگئے ہیں؟

اندر کس نے آنے۔دیا؟وہ سامنے کھڑے سلجوق کو دیکھ کر خوف سے کانپتے ہوئے ادھر اودھر دیکھ رہی تھی۔

سوہنی !ریلیکس" مجھے تم سے ضروری بات کرنا تھی اور تم تک پہنچانا میرے لیے مشکل نہیں ہے۔پل پل کی خبر رکھتا ہوں۔

سلجوق نے اس کے حالت کے پیشِ نظر قدرے نرم لحجہ اپناتے ہوئے جواب دیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ سوہنی اب بھی اسے دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ڈر اور خوف کے سائے واضح تھے۔۔

آپ یہاں سے فوراً چلے۔جائیں کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔

وہ سلجوق کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے التجا کرنے لگی۔۔

نہیں سوہنی آج نہیں۔میں تمہیں حقیقت بتائے بنا یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔۔

سلجوق نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔

کونسی حقیقت؟؟وہ غصے میں پوچھنے لگی۔۔اسے سلجوق کی بیوقوفی پر شدید غصہ آرہا تھا۔ساتھ ساتھ یہ خوف بھی تھا اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔۔؟؟

تم خود ہی دیکھ لو سلجوق نے کہہ کر پلٹ کر کسی کو اشارہ کیا اور سوہنی کی طرف دیکھا۔

جو درختوں کی جانب متوجہ تھی جہاں سے نکلنے والے منٹھار کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں نفرت کا عنصر نمایاں ہوا اور چہرے پہ سخت تاثرات آئے۔

یہ۔یہ میرے باباسائیں کا قاتل ہے۔تم اسے یہاں کیوں لائے ہو؟

میں ابھی اداکو بتاتی ہوں۔

وہ غصے میں دھاڑتے ہوئے اندر کی جانب بڑھنے لگی۔جب سلجوق نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کہ اس کی آواز کا گلہ گھونٹا۔۔

سلجوق کے اتنا قریب آنے پر سوہنی حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگی وہ اس کے اتنے پاس کھڑا تھا کہ سوہنی کو اس کے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔۔

میری بات سن لو پہلے اس کے بعد جو کرنا ہے کرلو۔سلجوق نے اس کے لبوں پر سے اپنا بھاری ہاتھ ہٹاتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

منٹھار تمہاری بابا کا قاتل نہیں ہے۔

تو پھر کون ہے؟اور یہ بات تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟؟

جواباً وہ بھی سارے ادب لحاظ بالائے طاق رکھ کر دھیمی آواز میں غرائی تھی۔

جبکہ پاس کھڑا منٹھار ندامت سے سر جھکائے ہوئے تھا۔

کیوں کہ میں حقیقت جانتا ہوں اور تمہیں بھی بتانا چاہتا ہوں۔ سلجوق بھی سنجیدگی سے کہہ کر قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامنا چاہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رک۔ حرام خور۔۔۔ تو میری بہن کے قریب بھی کیسے آیا اور اسے چھونے کی ہمت بھی کیسے کی؟

اچانک سجاول کی گرجدار آواز پر سوہنی نے سہم کر پیچھے دیکھا اور سلجوق بھی اپنی جگہ ساکن رہ گیا۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی ہمارے گھر میں نکب لگانے۔ اور میرے باپ کے قاتل کو پناہ دینے کی ؟ سجاول چہرے پہ غیض و غضب لیے آگے بڑھ رہا تھا اس کی اونچی آواز اور دھاڑ سے باقی سب بھی جاگ گئے تھے۔۔

سجاول! سکندر کی آواز پر سجاول نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا۔ جبکہ سوہنی اور سلجوق اب بھی ساکن کھڑے تھے۔

اس نے ہمارے گھر میں آنے کی جرات کی۔ ہے اور وہ بھی ہمارے دشمن کے ساتھ اس لئے ان دونوں کو یہیں پہ ختم کر دو۔

یہ لو بندوق۔۔ سکندر نے سفاکیت سے کہہ کر بندوق سجاول کی طرف بڑھائی جسے اس نے فوراً تھام کر سلجوق کی۔ طرف نشانہ لیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ادا! رک جائیں۔ آپ کو رب کا واسطہ ہے۔ اسے جانے دیں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

سوہنی روتی ہوئی تیزی سے سلجوق کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہو گئی۔

جہاں سب لوگ حیران ہوئے تھے وہیں سلجوق بھی اسے حیرت سے دیکھے گیا۔

سوہنی تم ہٹ جاؤ سامنے سے تم پاک زادی ہو۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سجاول نے آگے آ کر اسے سامنے سے ہٹایا۔

نہیں ادا۔ میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ اسے میں نے یہاں بلایا تھا اس کے

ساتھ آپ مجھے بھی مار دیں۔

سوہنی سجاول کے قدموں میں گر پڑی۔

سلجوق نے اس کی طرف دیکھا جو اس کی زندگی کے لیے اپنے بھائی سے بھیک مانگنے تک آگئی تھی۔

سجاول نے جھک کر اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔۔

ٹھیک ہے۔ تمہارے لیے میں نے اس کی زندگی بخش دی ہے اسے کہو یہاں سے جائے۔ لیکن منٹھار نہیں جائے گا۔۔

ادا اس کی بات سن لیں نا۔ منٹھار نے بابا کی جان نہیں لی۔ وہ اپنے بھائی کو نرم پڑتا دیکھ کر پھر سے بولی۔۔

سجاول تم چلاؤ گولی۔ اس کی اور کوئی بات نہیں سننا یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

سکندر زور سے دھاڑا اور سجاول کی طرف بڑھا۔

اس پر گولی چلادو تاکہ تمہاری حقیقت کوئی نہیں جان سکے سلجوق نے اونچی آواز میں سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا۔ کیا کہنا کیا چاہتے ہو؟

سجاول نے الجھ کر اس سے پوچھا۔

جو سکندر پر نظریں گاڑے ہوئے تھا۔

میں بتاتا ہوں۔ میر سجاول علی کہ اس دن کیا ہوا تھا اور کس نے تمہارے باپ کو ڈسا تھا۔۔

سلجوق نے سب کے ہوائیاں اڑاتے چہروں کی طرف دیکھ کر اپنی بات کا آغاز کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤❤❤❤❤❤

اس روز حشمت علی پریشانی کے عالم میں اپنے ڈیرے پر بیٹھے سلجوق کا انتظار کر رہے تھے جس نے آج ہسپتال کے کچھ معاملات تہہ کرنے آنا تھا۔

چونکہ وہ پہلی مرتبہ آرہا تھا اس لئے منٹھار بھی اسے لینے گیا تھا۔

حشمت علی اپنی سوچوں میں غرق تھے جب سکندر بیٹھک کے دروازے سے اندر آیا۔

اسے دیکھ کر حشمت علی کچھ چونک گئے لیکن کچھ بھی کہے بنا خاموش رہے۔

کیسے ہیں ادا؟

سکندر نے مسکرا کر پوچھا جبکہ حشمت علی کو اس کی مسکراہٹ پراسرار لگی۔

ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟ آؤ بیٹھو

جواباً حشمت علی نے بھی اسے مسکرا کر بیٹھنے کی جگہ دی۔

میری اصلیت آپ جان ہی چکے ہیں تو یہ اچھا بننے کا ناٹک کس لیے ہے۔

سکندر نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

حشمت علی کچھ گڑبڑائے لیکن فوراً سنبھل کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں کیوں خاموش ہوں؟

حشمت علی نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا۔

تاکہ اچھے بن۔ کر مجھ سے بدلہ لیں اور مجھے پھانسی دلوا سکیں۔

لیکن اب اس سب کے لیے آپ کے پاس وقت نہیں بچا۔

سکندر نے تیزی سے کہہ کر اپنے ہاتھ میں پکڑے چمڑے کے تھیلے کو حشمت علی پر الٹ دیا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ حشمت علی بھی حیران رہ گئے۔

تھیلے سے ایک زہریلا سانپ نکل کر حشمت علی کی گردن پر ڈس گیا جس کی تکلیف سے وہ بلبلا اٹھے۔

جبکہ سانپ رینگتا ہوا ان کے دل کے مقام پر ایک اور مرتبہ ڈس گیا۔

حشمت علی صوفے پر گر۔ کر تکلیف سے کراہنی لگے اور سکندر چند پل وہیں کھڑا حشمت علی کو تڑپتا ہوا دیکتھا رہا اور پھر خاموش سے نکل۔ گیا۔۔

کچھ دیر بعد سلجوق اور منٹھار پہنچے اور اندر داخل ہو کر جیسے ہی ان دونوں کی نظر حشمت علی پر پڑی دونوں تیزی سے ان کی طرف دوڑے۔

جو لمبے لمبے سانس لے۔ رہے تھے۔۔

حشمت صاحب کیا ہوا ہے آپ کو؟؟

سلجوق زور زور سے آوازیں دیتا نہیں اٹھانے لگا۔

جبکہ منٹھارا اپنے وڈیرہ سائیں کا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

منٹھھار۔۔ سسنو مم میرے پاس وقت کم۔ہے میں اب نہیں بچوں گا۔

پھولتی سانسوں کے درمیان وہ بامشکل بول رہے تھے۔

سلجوق منٹھار کو یہاں سے لے جاؤ۔

میری بیٹی کی زمہداری تم۔دونوں پر ہے۔

سکندر اسے بھی مار ڈالے گا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے بچالینا۔

حشمت علی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور جسم کا رنگ نیلا پڑنے لگا۔

منٹھار تم جاؤ۔ٹوٹتی سانسوں کے درمیان منٹھار کو سوہنی کی حفاظت سونپ کر خود وہیں دم۔توڑ گئے۔۔

منٹھارا اٹھو جلدی چلو یہاں سے تم جاؤ میں سنبھال لوں گا۔

سلجوق نے منٹھار کو کھڑا کیا اور جلدی جلدی کہنے لگا۔

منٹھار بھی اپنے وڈیرا سائیں کے حکم کی خاطر وہاں سے روتے ہوئے نکل گیا تھا۔۔

سلجوق نے جلدی سے سجاول کو کال ملائ اور یہی کہا کہ حشمت علی کو سانپ ڈس گیا ہے۔

لیکن اصل میں حشمت علی کو ان کا سگا بھائی جو کہ آستین کا سانپ تھا وہ ڈس چکا تھا۔۔

❤❤❤❤❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساری سچائی بتا کر سلجوق نے ایک دکھ بھری نظروں سے سب کو دیکھا۔

زلیخا زمین پر ڈھے سی گئی۔۔

زرتاج اور گلنار اپنی جگہ سہمی کھڑی تھیں۔

فضا میں گہرا سکوت تھا موت جیسا گہرا سناٹا۔ جس میں صرف منٹھار کی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔

سوہنی ہمت کر کے آگے بڑھی اور سلجوق کا ہاتھ تھامنے لگی۔

کہاں جا رہی ہو سوہنی؟

سجاول کی نم آواز آئی۔

آپ نے سنا نہیں ادا۔؟ باباسائیں میری زمہداری سلجوق اور منٹھار کو سونپ گئے تھے اور اب میں اس کے ساتھ ہی جاؤں گی۔

آپ نے سب کچھ بخشوالیا تھا دیکھیں ادا میرے ہاتھ بالکل خالی ہیں۔

میں کچھ نہیں لے کر جا رہی اپنے بابا کے گھر سے۔ وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

نہیں سوہنی۔ رک جاؤ تم کہیں نہیں جا سکتی۔ یہ آواز اس کی ماں کی تھی۔

سوہنی نے روتے ہوئے پلٹ کر آخری مرتبہ اپنی ماں کو دیکھا لیکن رکی نہیں۔۔

سوہنی۔ سوہنی رک تمہیں رب سوہنے کا۔ واسطہ ہے۔ اس کی ماں اسے پکار رہی تھی۔

لیکن وہ پھر بھی نہیں رکی۔ انہی واسطوں اور قسموں نے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔

اچانک فضا میں گولی چلنے کی آواز بلند ہوئی۔

سب نے دہل کر اس سمت دیکھا جہاں سکندر کی آنکھیں کھلی تھیں۔ خون میں لت پت

لاش اور چہرے پہ عجیب وحشت تھی۔

زرتاج چیخ کر اس کی طرف بڑھی۔ جبکہ سوہنی نے روتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور بنا پیچھے دیکھے آگے بڑھ گئی۔۔

اس کے ساتھ چلتا سلجوق اسے سنبھالے آگے بڑھا اور اس عالیشان حویلی کے دروازے سے باہر نکل گئے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چند ماہ بعد۔۔۔

وہ مغرب کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا اور دھیرے دھیرے چلتا ہوا مسجد سے تھوڑے فاصلے پر بنے مدرسے کی جانب آیا۔

جہاں وہ کھڑی تھی۔

"اس کی زندگی اس کی" مستانی

سلجوق کو قریب آتا دیکھا کہ سوہنی نرم مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگی۔

اس کے چہرے پہ چھایا سکون اس کی اندرونی کیفیت بیان کرتا تھا۔

وہ جب بھی سلجوق کو دیکھتی اسے اپنے بابا سائیں کی کہی باتیں یاد آنے لگتیں۔

جب اللہ اپنے بندے سے کچھ لے لیتا ہے تو اس کے بدلے اس سے بھی بہتر عطا "

فرماتا ہے۔

اور یہ بھی اسے یاد آنے لگتا تھا کہ وقت سے پہلے اور نصیب سے زیادہ کبھی بھی انسان کو

نہیں ملتا۔ لیکن جتنا بھی ملتا ہے وہ انسان کی سوچ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

سلجوق نے قریب تھا کہ اس کی ہاتھ دیا جسے وہ تھام کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔

وہ صبح میں سوہنی کو مدرسے چھوڑ جاتا جہاں وہ دن بھر بچیوں کو درس دیتی تھی اور

مغرب کے بعد واپس لوٹ جاتی اپنے گھر۔ جہاں وہ سلجوق کی سنگت میں بہت خوش

اور مطمئن تھی۔

تاہم کبھی کبھی اسے اپنے پیچھے رہ جانے والے رشتوں کا بھی خیال آتا لیکن وہ رب سے

ان کے لیے دعا مانگ کر پر سکون ہو جاتی تھی۔

وہ سلجوق کی محبت میں پوری طرح رنگ کر اس کی مستانی بن چکی تھی اس کی زندگی میں ماضی کی تلخ یادوں کے سوا اور کوئی کمی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اس حال بھی خوش تھے اور ہر وقت اپنے رب کا شکر ادا کرتی رہتی تھی۔

جس نے اسے اس اندھیری دنیا سے نکال کر سلجوق جیسے سچے انسان کے ساتھ بھیج دیا تھا۔۔

❤ختم شدہ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئےاوپر دیئے گئےرابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews